ناولٹ

زندگی پھول کا تبسم ہے

صائمہ شریف

صبح سے اس کی اچھی خاصی کلاس لی جا چکی تھی۔ پہلے امی، پھر ابو، امبر، عمران کی طرف سے نوازی گئیں اور اب محترم عدیل صاحب کرسی پر براجمان ٹانگ پر ٹانگ جمائے اسے بڑی غصیلی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔ غصہ تو اسے بھی بہت آ رہا تھا دل چاہ رہا تھا کہ اپنے کمرے میں جا کر لمبی تان کر سو جائے مگر فی الوقت ایسا ناممکن تھا سو وہ چپ چاپ صبر کے گھونٹ سے سر جھکائے کھڑی رہی۔

"کیا آپ بتانا پسند فرمائیں گی کہ آپ کا رزلٹ اتنا شاندار کیوں ہے؟" عدیل نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"یہی شاندار رزلٹ؟" وہ بری طرح چونک پڑی۔ جھکا ہوا سر اٹھا کر بڑی حیرانی سے اسے دیکھا۔

"کیا عدیل بھائی کی بصارت جواب دے گئی ہے؟" اس نے اسکی سیاہ چمکتی ہوئی آنکھوں کو غور سے دیکھتے ہوئے سوچا۔

"میری بات سمجھ میں نہیں آئی؟" اسے اپنی جانب حیران نگاہوں سے دیکھا تو چڑ کر بولا۔ جبکہ وہ کوئی جواب دیے بغیر دوبارہ سر جھکا کر رہ گئی۔

"ماہ رخ میں تم سے پوچھ رہا ہوں تمہاری انگلش میں کمپارٹ کیوں آئی ہے؟" عدیل نے رزلٹ کارڈ اس کے سامنے لہرا کر پوچھا تو وہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی نجانے کیسے وہ انگلش میں لڑھک گئی تھی ملال تو اسے بھی بہت ہوا تھا مگر اب وہ اس ملال کے لئے اپنا کھانا پینا تو نہیں چھوڑ سکتی تھی نہ ہی زندگی کی رعنائیوں سے منہ موڑ سکتی تھی۔

"ماہ رخ جواب دو۔" اس کی کڑی نگاہیں اور تفتیشی انداز اسے خاصا گراں گزر رہا تھا۔

"مجھے کیا پتا میں کوئی نجومی تو نہیں ہوں ہر کوئی مجھے ہی ڈانٹ رہا ہے جیسے مجھ سے کوئی جرم سرزد ہو گیا ہے۔" اس نے جھنجھلا کر کہتے ہوئے دل کی بھڑاس نکالی۔

"دیکھو ماہ رخ تمہاری انگلش میں کمپارٹ آئی ہی کیوں؟ کیا تیاری میں کوئی کمی رہ گئی تھی؟" اس بار عدیل نے نرمی سے پوچھا۔

"مجھے کیا پتا میں نے تو ساری تیاری کی تھی۔"

"اب آپ یوں ہی کتابیں لے کر اسٹڈی شروع کر دیں۔" اس نے کتاب رکھتے ہوئے سختی سے کہا۔

"کیا؟ ابھی سے؟" اس کی جان نکل گئی۔ انگلش سے تو اس کا سدا کا بیر تھا انگلش کی موٹی موٹی کتابیں دیکھ کر اس کا پارہ چڑھ جاتا تھا وہ تو پیپر دے کر بڑی مطمئن تھی کہ اب پڑھائی سے جان چھوٹ گئی ہے۔ مگر کیا معلوم تھا کہ یہ دن بھی دیکھنے پڑے گا۔ عمران جو اس سے چھوٹا بھائی تھا اور سیکنڈ ایئر کا اسٹوڈنٹ تھا اس نے تو خاصا مذاق اڑایا تھا۔ شازان میٹرک کا اسٹوڈنٹ تھا اس نے البتہ کچھ نہیں کہا تھا تائی جان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی تھی امبر جو ایم اے فائنل ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی اس نے باقاعدہ اس سے اظہار افسوس کیا تھا۔ اور ان سب باتوں سے وہ اچھی خاصی چڑ گئی تھی۔ جانے کسی کے فیل ہونے پر لوگ اتنی حیرت کا اظہار کیوں کرتے ہیں جیسے فیل ہونے والے سے کوئی بھیانک جرم سرزد ہو گیا ہو۔" وہ غصے سے کھولتے ہوئے ذہن کے ساتھ سوچتی جا رہی تھی۔

"ماہ رخ! میں نے کیا کہا ہے؟" عدیل نے اسے سوچوں میں گم کھڑے دیکھ کر غصے سے کہا۔

"جا رہی ہوں۔" وہ منہ بناتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی۔

"یہ عدیل بھائی تو جلاد لگتے ہیں مجھے۔" وہ اپنے کمرے میں امبر کو دیکھ کر غصے سے بولی۔

"شرم کرو میرے اتنے پیارے اور اسمارٹ سے بھائی کو جلاد کہہ رہی ہو۔" امبر نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ہونہہ پیارا اور اسمارٹ وہ تو پورے ہٹلر ہیں۔" اس نے سر جھٹک کر کہا۔

"ویسے جی پہلے جلاد تھے اب ہٹلر ہو گئے ہیں۔ لڑکی تمہاری عقل ٹھکانے ہے یا نہیں؟" امبر نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا۔ وہ کوئی جواب دیے

بغیر اِدھر اُدھر کتابیں تلاش کرنے لگی۔

عدیل اس کا تایا زاد تھا۔ گھر میں ان سب سے بڑا تھا۔ خاصا بارعب اور سنجیدہ سا تھا۔ اسی لئے وہ سب اس سے خائف سے رہتے تھے۔ چونکہ وہ ان سے الگ تھلگ سا رہتا تھا اسی لئے اس کی آمد کا احساس ہوتے ہی وہ باادب سے بیٹھ جاتے تھے۔

"آخر عدیل بھائی میں ہٹلر جیسی صفات کہاں سے آن ٹپکی ہیں؟" عمران اکثر ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر ماہ رخ سے پوچھتا۔

"مجھے کیا پتا تم خود ان سے پوچھ لو شاید وہ تمہیں بتانا پسند کریں۔" ماہ رخ چڑ کر کہتی۔

"بھلا میری ایسی مجال کہاں۔" وہ منہ بنا کر کہتا تو ماہ رخ ہنس پڑتی۔

"آخر تم کیا تلاش کر رہی ہو؟" امبر نے اسے بک شیلف کی حالت بگاڑتے دیکھا تو پوچھ بیٹھی۔

"امبر! وہ بی اے کی انگلش کی کتابیں کہاں ہیں؟" اس نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں ان کتابوں کی ضرورت کیوں پڑ گئی ہے؟" وہ حیرانی سے بولی۔

"تو کیا اب ضرورت نہیں ہے؟" اسے غصہ آ گیا۔

"ٹھیک ہے مگر ابھی۔"

"تمہارے بھائی کا حکم ملا ہے۔ ابھی بیٹھ کر اسٹڈی کرو۔" اس نے غصے سے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"پتا نہیں میرے بھائی میں اتنا شدید غصہ کہاں سے آ گیا ہے۔ لوگ کیسے خوف اور غصے سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔" امبر ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولی۔ اسے بھی شکوہ تھا کہ وہ بھائی سے بے تکلف ہو کر کوئی فرمائش ہی نہیں کر سکتی تھی۔

"سنو تم نے کتابیں کہاں رکھی تھیں؟" امبر اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"پتا نہیں۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"جناب وہ کتابیں اسٹور روم میں الماری کے سب سے نچلے خانے میں پڑی ہیں تم نے تو انہیں ایسے لاوارثوں کی طرح پھینک دی تھیں جیسے کہ۔" امبر نے مسکراتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"تم لوگوں کو تو بس مذاق سوجھ گیا ہے۔" یک لخت اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"ارے ماہ رخ میں تو یونہی کہہ رہی تھی۔" امبر شرمسار ہو کر اس کے پاس آ کر ہاتھ تھام کر بولی وہ اس سے ہاتھ چھڑا کر اسٹور روم میں آ گئی وہاں سے کتابیں نکال کر سیدھا اس کے کمرے میں آ گئی۔

"اتنی دیر سے آئی ہو؟" عدیل میگزین کی ورق گردانی میں مصروف تھا اس کی آمد پر فوراً سر اٹھا کر بولا۔

"کتابیں ڈھونڈ رہی تھیں۔" وہ کوفت سے بھیگے ہوئے لہجے میں بولی تو وہ چونک پڑا اس کی بھیگی بھیگی پلکیں دیکھ کر دل پریشان سا ہو اٹھا۔

"ماہ رخ تم روئی تھیں؟" اس نے بے چینی سے پوچھا۔

"پتا نہیں۔" وہ بیزاری سے کہہ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم ٹھیک طرح سے نہیں بتا سکتیں۔" وہ قدرے سختی سے بولا۔

"جی روئی تھی۔" اس نے تنگ آ کر کہہ دیا۔

"کیوں؟" وہ حیران ہوا۔

"کبھی کوئی مذاق اڑاتا ہے تو کبھی کوئی بھلا اس میں میرا کیا قصور ہے کہ میں انگلش۔" وہ بات پوری کئے بغیر بے ساختہ رونے لگی۔

"ماہ رخ روؤ تو مت، مجھے بتاؤ کون تمہارا مذاق اڑاتا ہے۔ میں اس کی کھنچائی کروں گا۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آ گیا۔

"جی؟" ماہ رخ نے انتہائی حیران کن نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اس کا نرم اور مٹھاس بھرا لہجہ اسے خواب سا لگ رہا تھا۔

"ماہ رخ بتاؤ نا۔" عدیل نے بڑی نرمی سے پوچھا۔

"نہیں رہنے دیں۔" وہ سر جھٹک کر بولی اور دوپٹے سے چہرہ صاف کر لیا۔

"کیا رہنے دیں۔" وہ ہلکے سے مسکرایا اس کا بھیگا بھیگا چہرہ دل میں ہلچل مچا رہا تھا۔

"میں کتابیں لے آئی ہوں۔" اس نے گود میں سے ایک کتاب نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔

"ہوں ٹھیک ہے۔" وہ سنجیدگی سے سوچتا ہوا اپنی جگہ پر چلا گیا۔

"بی بی جی سنا ہے آپ انگریزی میں پاس ہوتے سے رہ گئی ہو۔" وہ لاؤنج میں آئی تو ملازمہ نے صفائی کرتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

"دیکھیے ان محترمہ کی کسر رہ گئی تھی۔" وہ غصے سے بڑبڑائی۔

"تمہیں کس نے بتایا ہے؟" اس نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا۔

"وہ جی بڑی بی بی جی باتیں کر رہی تھیں۔" وہ اس کا انداز دیکھ کر گھبرا کر بولی۔

"کون امی یا تائی امی؟" اس نے گویا تفتیش کرتے ہوئے پوچھا۔

"بس جی دونوں باتیں کر رہی تھیں مجھے پتا چل گیا۔" اس نے اپنی جانب سے صفائی پیش کی۔

"اچھا ٹھیک ہے اپنا کام کرو۔" سر جھٹک کر صوفے پر آ کر بیٹھ گئی اور کشن گود میں رکھ لیا۔ پڑھنے کا اگرچہ موڈ تو نہیں تھا پھر بھی بے دلی سے کتاب کھول کر پڑھنے لگی کہ بہر حال عدیل بھائی کی ڈانٹ کھانے کا حوصلہ بھی نہیں تھا۔

"اوہو میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔" عمران کالج سے آیا تو اسے بیٹھے دیکھ کر وہیں چلا آیا۔

"کیا دیکھ رہے ہو تم؟" ماہ رخ نے گھور کر اسے دیکھا۔

"یہی کہ کچھ لوگ خوب رٹا لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" اس نے ہنستے ہوئے چھیڑا۔

"یہاں پر کتنے لوگ بیٹھے ہیں؟" وہ غصے سے بولی۔ اس کا اشارہ سمجھ گئی تھی۔

"ارے اتنی نادان ہو اتنا بھی سمجھ نہیں پائی کہ۔"

"میں سب سمجھ گئی ہوں مگر تم بڑے بدتمیز ہوتے جا رہے ہو۔" وہ سخت غصے سے اسے دیکھنے لگی۔

"ارے واہ میں [illegible] ہو۔" عمران نے اس کے غصے سے [illegible] جان بوجھ کر غصے سے بولا۔

"میں ابھی سے تمہاری شکایت لگا کر [illegible]" اٹھ کھڑی ہوئی۔

"خبردار اگر شکایت لگائی تو ورنہ [illegible] دوں گا۔" جلدی سے اس کی کتاب [illegible]

"میری کتاب واپس کرو۔" وہ روہانسی ہو کر چلائی۔

"اگر نہ کروں تو۔" عمران نے مسکرا کر چھیڑنے لگا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" بھاری اور سنجیدہ آواز پر دونوں چونک پڑے عدیل دروازے میں کھڑا دونوں کو قہر آلود نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"کک --- کچھ نہیں عدیل بھائی۔" عمران بوکھلا کر رہ گیا جلدی سے کتاب اس کے ہاتھ میں تھمائی اور وہاں سے فوراً رفوچکر ہو گیا۔

"تم کیا کر رہی تھیں یہاں؟" عدیل نے اس کی ہراساں سی صورت پر سنجیدگی سے نظر ڈال کر پوچھا۔

"جی۔ میں پڑھ رہی تھی۔" اس نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

"پڑھ رہی تھیں یا لڑ رہی تھیں؟" وہ غصے سے بولا۔

"تم اپنے کمرے میں بیٹھ کر پڑھا کرو۔" وہ اسے خاموش کھڑے دیکھ کر نرمی سے کہتا ہوا چلا گیا۔

"بس مجھے ڈانٹنے کا بہانہ چاہیے ان محترم کو۔" وہ دلگرفتہ سی ہو کر بیٹھ گئی۔

"ماہ رخ کھانا کھا لو آ کر۔" امی دروازے پر نمودار ہوئیں۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" وہ خفگی سے بولی۔

"بھوک کیوں نہیں ہے۔ صبح بھی تم نے صرف چائے پی تھی۔" وہ حیران ہوئیں۔

"بس نہیں ہے۔" وہ دوبارہ کتاب اٹھا کر پڑھنے لگی اور امی سر ہلا کر چلی گئیں۔

"ارے لڑکی تم کھانا کھانے کیوں نہیں آ رہیں؟" تھوڑی دیر بعد امبر چلی آئی۔
"میں پڑھ رہی ہوں۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔
"اوہو پڑھائی ہو رہی ہے۔ واہ جی واہ۔" امبر ہنستی ہوئی اس کے قریب بیٹھ گئی۔
"امبر تم بڑی ظالم ہوتی جا رہی ہو۔" ماہ رخ نے شکوہ کیا۔
"میں اور ظالم؟" وہ بے ساختہ ہنس پڑی۔
"ہاں تم۔" غصے سے اسے دیکھا۔
"مگر وہ کیسے؟" امبر نے شرارتی سی نظروں سے اسے دیکھا۔
"تم بات بات پر طنز جو کرنے لگی ہو۔" وہ روٹھے ہوئے لہجے میں بولی تو امبر بے ساختہ ہنسنے لگی۔
"ارے میری گڑیا میں طنز نہیں کرتی بلکہ تنگ کرتی ہوں اور میں اپنی پیاری سی بہن کو تنگ نہیں کروں گی تو کسے تنگ کروں بھلا؟" امبر نے اس کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ ماہ رخ کو وہ اپنی چھوٹی بہن کی مانند سمجھتی تھی اور اس سے خاص انسیت رکھتی تھی۔ جب وہ روٹھتی تو اسے بالکل گڑیا سی لگتی تھی اسی لئے اسے تنگ کرنے میں مزہ آتا تھا۔
"چلو اب کھانا کھانے آ جاؤ۔" وہ اس کا گال چھو کر نرمی سے مسکرائی۔
"مجھے کھانا نہیں کھانا۔" وہ کتاب پر نظریں جما کر بولی۔
"کیوں؟" وہ حیران ہوئی۔
"ویسے ہی ذرا ٹھہر کر کھاؤں گی؟"
"محترمہ ابھی کھانا کھا لیں تو اچھا ہے عدیل بھائی نے بلا لیا تو شام سے پہلے اٹھنے نہیں دیں گے۔" اس نے تنبیہ کی۔
"عدیل بھائی آفس سے جلدی کیوں آ گئے ہیں؟"
"بھئی اپنے بزنس کا یہی تو فائدہ ہے جب چاہو گھر آ جاؤ اور جلدی سے کھانا کھانے آ جاؤ۔" وہ مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔
"ماہ رخ عدیل بھائی کہہ رہے ہیں فوراً کمرے میں حاضر ہو جاؤ۔" عمران دروازے میں کھڑا مسکراہٹ دبا کر کہہ دیا تھا۔
"آ رہی ہوں۔" وہ گہرا سانس بھر کر اٹھی اور منہ بسورتی ہوئی اس کے کمرے میں آ گئی وہ کرسی پر بیٹھا چائے پی رہا تھا گود میں میگزین پڑا تھا جسے بڑی توجہ سے دیکھ رہا تھا اس کی آمد پر بھی سر نہیں اٹھایا وہ بیڈ کے دائیں جانب پڑے صوفے کے کونے میں جا کر ٹک گئی ماہ رخ نے اسے دیکھا وہ مستقل اپنے شغل میں مگن رہا۔
"کیا عدیل بھائی کو پتا نہیں ہے میں کمرے میں آ گئی ہوں۔" وہ بڑبڑائی۔
"آپ تشریف لے آئی ہیں؟" وہ نظریں اٹھائے بغیر اونچی آواز سے بولا تو وہ سر جھکا کر رہ گئی۔
"کیا ضروری ہے آپ کو پیغام ملے آپ پھر کمرے میں حاضر ہوں۔" اب وہ سر اٹھا کر طنزیہ لہجے میں بولا۔
"طنز کرنے میں تو عدیل بھائی کا جواب نہیں ہے اور یہ جو امبر بھی بات بات پر طنز کرتی ہے شاید اس نے عدیل بھائی کا اثر لے لیا ہے۔" وہ محض سوچ کر رہ گئی کہنے کی جرات کیسے کرتی اس کی ڈانٹ سے خوف بھی تو آتا تھا۔
"ماہ رخ یہیں موجود ہو ناں۔" وہ اونچی آواز سے بولا تو وہ چونک پڑی۔
"جی عدیل بھائی۔"
"پیپر کی تیاری کیسی ہو رہی ہے؟"
"جی ٹھیک ہو رہی ہے۔"
"وہ بس تھوڑی سی۔" وہ جھجک کر بولی۔
"کیا بات ہے پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔" اس نے ڈپٹ کر پوچھا وہ خاموش رہی۔
"ماہ رخ تم اسٹڈی کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتیں۔" اب وہ تلخی سے بولا۔
"پڑھتی تو ہوں۔" وہ چپ نہ رہ سکی۔
"میں نے جو سمری یاد کرنے کو دی تھی وہ..."

تھوڑی دیر بعد وہ آمنہ کے کمرے میں تھی۔

"بہت شکریہ ... باہر شام ہو گئی ہے ..."

... خوب ... ہوا ہے۔ ... گھبرائے

وہ ابھی تم ... ہوا ہے۔

ہوئے اٹھ گئے۔

"کیا ہے امبر ہو گئے وہ ناں۔" وہ گرم جوشی

دیکھو وہ ہو گئی۔

"ملیرات تو مارے گئے تھے ... سے

سے اس کے سر کے پیچھے سے ... کہا۔

"امبر تم بہت خراب ہو۔" وہ غصے سے

بیٹھی اور آنکھیں رگڑتے ہوئے گھورا۔

"جی ہم تو بہت اچھے ہیں مگر آپ کے

محترم۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونک گئی۔

"مطلب یہ کہ عدیل بھائی آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔"

"ہائے وہ کب آئے؟" وہ جھٹکے سے اٹھ گئی۔

"تو وہ رات کو آئے۔"

"تو جو میرا مطلب ہے وہ گھر کب آئے تھے؟"

"جب آپ خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھیں بہرحال آدھا گھنٹہ ہو چکا ہے۔ اٹھیں منہ دھوئیں اور جلدی سے چلیں۔"

"ہائے اللہ میں نے تو رات کو کھانا بھی نہیں کھایا تھا اب بھوک لگ رہی ہے۔" اس نے مسکین سی صورت بنائی۔

"آپ گھنٹہ بھر کھانا کھانے میں لگا دیں تب تک بھائی کے غصے کا گراف آسمان کو چھونے لگے گا۔" وہ غصے سے بولی۔

"تم کیوں غصہ کر رہی ہو؟ ہائے اللہ کیا پتا وہ میں اگر کچن میں پہنچ جاتی ایسی خوفناک صورت حال کا سامنا تو نہ کرنا پڑتا۔" بیڈ سے اترتے ہوئے گھبرا کر بولی۔

"خوفناک صورت حال یا خوفناک ... نہ کرنا پڑتا۔" امبر نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی بات ہے۔" وہ کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

کر لیک کرو۔"

"جی اچھا۔" میں نے جلدی سے ڈش تک نکال کر پلیٹ سنبھال لی ... ایک ... اس پر ڈال کر ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اسے نئی نئی ڈش بنانے کا بے حد شوق تھا ڈھونڈ ڈھونڈ کر ترکیبیں نکالتی اور ان پر طبع آزمائی کرتی رہتی۔ اپنے اسی شوق کی بدولت وہ کھانا پکانے میں خاصی ماہر ہو گئی تھی اور اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا سب ہی شوق سے کھاتے تھے۔ اس وقت وہ کچن میں کھڑی کسی نئی ترکیب پر طبع آزمائی کرنے کا سوچ رہی تھی کہ امی کچن میں چلی آئیں۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ اسے دیکھ کر چونک پڑیں۔

"میں کوئی نئی ڈش بنانے کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"کیوں؟" وہ حیرانی سے بولیں۔

"کئی دن ہو گئے ہیں میں نے کچھ پکایا نہیں ہے۔ آج دل چاہ رہا ہے۔"

"فوراً کچن سے باہر نکل جاؤ اور جا کر پیپر کی تیاری کرو۔" وہ ناراض ہوتے ہوئے کہنے لگیں۔

"امی ہر وقت کی اسٹڈی سے میرا دماغ خشک ہو کر رہ گیا ہے۔"

"میں کہتی ہوں وہ سب یاد کرو لیکن تمہیں تو بس جانے چاہئے۔" وہ ناراضگی سے بولیں۔

"امی میں بچی اور کر رہی تھی۔" وہ جھنجھلائی۔

"باہر جاتی ہو یا نہیں۔" انہوں نے گھور کر کہا۔

"جی۔" وہ بسورنے لگی۔

"ٹھیک ہے جو دل میں آئے کرو مگر رزلٹ آئے گا تو میں کہہ دوں گی کہ تم نے ایک لفظ بھی نہیں پڑھا تھا۔" انہوں نے دھمکا کر کہا۔

"اچھا بابا میں جا رہی ہوں۔" وہ فوراً چھلانگ کی مانند بھاگی اور باہر نکل گئی جبکہ امی زیر لب مسکرا دیں۔ کمرے میں آ کر وہ بستر پر بیٹھ گئی

"عدیل کے لیے چائے لے جاؤ۔" تائی
نے صحن میں بیٹھی آمنہ سے کہا۔
"جی" وہ چائے لے کر چلی گئی۔
تائی جان نے عدیل کو چائے
دینے کا کہا تو وہ چائے کا
کپ لے کر کمرے میں آ گئی وہ
کتب پر جھکا بیٹھا تھا۔
"چائے۔" اس نے آپ کے لیے بھیجی
ہے۔" وہ قدرے گھبرا کر بولی اور کپ اس کی
طرف بڑھایا۔
"تم اتنی دیر سے کہاں تھیں؟" کپ پکڑتے
ہوئے اس نے پوچھا۔
"میں سو رہی تھی۔" وہ مسکاتی ہوئی بولی اور
سونے سے پہلے ہی تو تائی جان نے کہا تھا
کہ چائے بنا دینا دوبارہ ٹھنڈی ہو گی۔
"کیا ہوا؟" عدیل نے چونک کر اسے دیکھا۔
"میں نے کھانا بھی کھانا ہے اور چائے بھی پینی
ہے۔ میں تھوڑی دیر تک آ جاؤں گی۔" وہ بڑی
معصومیت سے بولی۔ عدیل نے غور سے اس کی
شکل دیکھی۔ بکھرے ہوئے بال، الجھا حلیہ، آنکھیں
ابھی تک نیند کے خمار سے گلابی پڑی ہوئی تھیں۔
بے ساختہ دل میں بے ہنگم سا شور برپا ہونے لگا۔
"اب بہانے ہیں اسٹڈی سے بچنے کے۔" وہ
نظر چرا کر بولا۔
"نہیں۔"
"بیٹھ جاؤ اور اسٹڈی کرو۔" وہ چائے کا کپ
اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔
"ہونہہ بہانے ہیں سب اتنی زور کی بھوک
لگ رہی ہے اور محترم سمجھ رہے ہیں میں بہانہ بنا
رہی ہوں۔ خود تو مزے سے چائے پی رہے ہیں
اور میرا ذرا خیال نہیں ہے۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی
کتب کے صفحے پلٹ رہی تھی دل تو چاہ رہا تھا
کتب پھینک کر باہر نکل جائے۔
"بس اب کی بار پاس ہو جاؤں پھر میری توبہ جو
تعلیم کے بارے میں سوچا بھی تو۔"

"اسٹڈی کیسی ہو رہی ہے؟" تھوڑی دیر
بعد وہ اندر آیا۔ وہ چپ چاپ کتب پر نظریں
جمائے بیٹھی رہی۔
"کلاس روم میں کیا پوچھ رہا ہوں؟" وہ قدرے
غصے سے بولا۔
"پڑھ تو رہی ہوں۔" وہ روہانسی ہوتے ہوئے بولی۔
"لگتا ہے آپ کو جلدی ہی چشمہ لگوانا پڑے
گا۔" وہ دل ہی دل میں بولی۔
"جاؤ جا کر کھانا کھاؤ اور چائے پیو پھر پڑھنے
بیٹھنا، یاد رہے پھر رات کے بارہ بجے سے پہلے
کتب سے سر نہیں اٹھانا ہے۔" وہ کرسی پر
بیٹھتے ہوئے تحکم سے بولا اور وہ
جان چھوٹنے کے خیال سے خوش ہوتی ہوئی
وہ سیدھی بات سے اس کے ہوش اڑ گئے۔ حیرت
سے آنکھیں پھاڑے اس کی صورت دیکھنے لگی۔
"ابھی تو سو کر اٹھی ہو کیا ابھی سے دوبارہ
سونے کا ارادہ ہے؟" وہ دور سے بولا۔
"میں نے یہ کب کہا ہے۔" وہ بے ساختہ
نظریں جھکا گئی۔
"اف خدایا عدیل بھائی کتنے ذہین ہیں۔" اس
نے دل میں سوچا۔
"اچھا اب جا کر کھانا کھاؤ دل میں کوس رہی
ہو گی کہ بھوکا مار رہا ہے۔" اس نے مسکراہٹ
دبا کر سنجیدگی سے کہا۔
"اف انہیں کیسے پتا چلا۔" وہ حیران رہ گئی۔
"میں نے ٹھیک کہا ہے نا۔" عدیل نے پوچھا۔
"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے عدیل بھائی۔" وہ
نظریں چراتے ہوئے بولی۔
"سچ کہہ رہی ہو؟" اس کے چہرے پر نگاہیں
جما کر پوچھا۔
"جی وہ آپ جانتے تو ہیں نا۔" وہ دونوں
ہاتھوں کو آپس میں ملا کر کندھوں کو ذرا سا جھٹک کر
بولی۔
"تم کوئی کام ٹھیک کرو تو ڈانٹ نہ پڑے۔" وہ
اس کی ایسی ادا پر محظوظ سا ہو کر نرمی سے مسکرا کر
بولا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا میں خراب کام کرتی ہوں؟" وہ ناراض ہو کر بولی۔

"کھانا پکانے میں تو بڑی ماہر ہو پڑھائی میں دل کیوں نہیں لگتا۔" ہلکے سے مسکرا کر پوچھا اس کی بات بھی سچ ہی تھی کھانا پکانے میں تو وہ واقعی ماہر تھی پچھلے پیپرز کے دوران بھی جو چھٹیاں ہوئی تھیں وہ اس کے اس شوق کی نذر ہو گئی تھیں اسی لئے وہ یکسوئی سے اسٹڈی نہیں کر سکی تھی مگر یہ احساس اسے "قطعاً" نہ تھا کہ وہ اپنا قیمتی وقت ضائع کر رہی ہے۔ اب بھی اگر عدیل سختی نہ کرتا تو وہ ویسی ہی لاپروائی کا مظاہرہ کرتی اسی لئے امی نے عدیل سے کہا تھا کہ ماہ رخ کو انگلش کی تیاری کروا دے وہ جانتی تھیں کہ اس کا اچھا خاصا رعب ہے اسی لئے انہوں نے عدیل کو یہ ذمہ داری سونپ دی تھی اور اس کی جانب سے خاصی بے فکر ہو گئی تھیں۔

"ماہ رخ تم نے جواب نہیں دیا۔"

"بس عدیل بھائی مزید پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔" انداز میں حد درجہ اکتاہٹ نمایاں تھی۔

"تو کیا تم بی اے کے بعد ایم اے نہیں کرو گی؟" اس کی اکتاہٹ پر وہ حیرانی سے بولا۔

"میں بی اے ہی کر لوں تو بڑی بات ہے۔" وہ ہنس پڑی۔

"عنبر بھی تو ایم اے کر رہی ہے۔" عدیل نے اس کے مسکراتے ہوئے چہرے کو دلچسپی سے دیکھا۔

"وہ تو بڑی لائق فائق ہے جبکہ میں تو نالائق سی ہوں۔" لہجے میں لاپروائی گھل گئی۔

"ماہ رخ تم نالائق نہیں بس لاپرواہ ہو۔" عدیل نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں اب کھانا کھانے جاؤں؟" اس کی سوئی دوبارہ کھانے پر اٹک گئی۔

"جاؤ اور جلدی آجانا۔" اس نے طویل سانس لیتے ہوئے کرسی کی بیک سے ٹیک لگالی جبکہ وہ باہر نکل گئی تھی۔ کتنی انجان اور بے خبر تھی وہ اس کے جذبوں سے۔ وہ تو اپنے آپ میں مگن رہنے والی لڑکی تھی۔ عمران اور شاداب سے نوک [illegible] اور لڑائی جھگڑا، امبر سے ہنسی مذاق [illegible] اس کے غصے اور ڈانٹ سے بچنے کی [illegible] اس کی زندگی ابھی تک اسی محور کے [illegible] تھی۔ جبکہ اس کی اپنی بھی یکطرفہ [illegible] اپنے جذبوں کو ابھی اس سے مخفی رکھے [illegible] نزدیک وہ ابھی تک بیوقوف اور نادان [illegible] اور اس کی بے خبری اور معصومیت اچھی [illegible] تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں کتاب دوسرے ہاتھ میں ریموٹ تھا اور ساری توجہ ٹی وی کی طرف مرکوز تھی گاہے بگاہے کتاب [illegible] ڈال لیتی تھی وہ ارد گرد سے ایسی بے نیاز تھی اسے عدیل کے آنے کی خبر ہی نہ ہوئی تھی۔ عدیل جو اچانک لاؤنج میں چلا آیا تھا وہیں ٹھٹھک کر رک گیا تھا اور انتہائی حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا وہ سمجھ رہا تھا وہ یہاں اکیلی بیٹھی بڑی یکسوئی سے پڑھ رہی ہوگی مگر جو کچھ دیکھا تھا اسے انتہائی غصہ دلا دیا تھا۔ وہ یہاں بیٹھی ٹی وی سے شغل کر رہی تھی اور اسٹڈی کا صرف نام ہی تھا وہ آگے بڑھ آیا۔ ماہ رخ کی اس پر نظر پڑی تو بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔ کتاب اور ریموٹ ہاتھ سے چھوٹ کر کارپٹ پر جا گرے۔

"آ۔۔۔ آپ عدیل بھائی؟" حیرت کے مارے وہ بول نہ سکی۔

"فوراً" سے پیشتر کتاب لے کر میرے کمرے میں آجاؤ۔" وہ سرد سے لہجے میں کہتا ہوا چلا گیا۔

"یا اللہ خیر ہو۔" اس نے زیر لب کہا اس کے غصے سے تو ویسے ہی جان نکلتی تھی اس نے جھک کر کتاب اور ریموٹ اٹھایا۔ ریموٹ ٹیبل پر رکھ کر کتاب لے کر اس کے کمرے میں آئی وہ سر جھکائے فائل پر کچھ لکھنے میں مصروف تھا اس کی آمد پر "فوراً" سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تمہیں کیا ہو رہا تھا ابھی؟" اس نے ہنکارا بھر کے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

"م۔۔۔ میں پڑھ رہی تھی۔" وہ نظریں چرا کر رہ گئی۔

"تمہیں معلوم ہے تم پیپر کی تیاری کر رہی ہو۔" وہ بڑے انداز میں بولا۔

"جی۔" اس نے بے ساختہ اثبات میں سر ہلایا۔

"پیپر کی تیاری ایسے ہوتی ہے؟" وہ سخت غصیلے لہجے میں کہہ کر گھورنے لگا۔ وہ خاموش کھڑی رہی۔

"میں نے تم سے کہا تھا اپنے کمرے میں بیٹھ کر پڑھا کرو؟" اس نے سختی سے پوچھا۔

"جی۔" وہ سر جھکا کر بولی۔

"میری بات سمجھ میں نہیں آئی تھی؟"

"وہ بس یونہی بیٹھ گئی تھی۔" وہ ہلکی سی آواز میں بولی۔

"آج سے تمہارا ٹی وی دیکھنا بند ہے جاؤ وہاں بیٹھ جاؤ اور ذرا دھیان سے پڑھو، چھ بجے سے پہلے اپنی جگہ سے نہیں ہلنا۔ سمجھیں۔" وہ تحکم آمیز انداز میں کہہ کر اپنی فائل کی جانب متوجہ ہو گیا اور وہ بے دم سی ہو کر صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔

"ہونہہ دس بجے سے پہلے اپنی جگہ سے ہلنا نہیں۔" وہ دل میں پیچ و تاب کھاتی ہوئی بڑبڑائی اور یونہی گھڑی کی جانب دیکھا تو جیسے اس کی جان نکل گئی۔ گھڑی کی سوئیاں بڑی شان بے نیازی سے سوا پانچ پر براجمان تھیں۔

"ہائے خدایا ابھی تو صرف پانچ ہی بجے ہیں کیا اتنے گھنٹے میں اسٹیچو بن کر بیٹھوں گی۔" اسے رونا آ گیا۔

"عمران ٹھیک کہتا ہے عدیل بھائی میں ہٹلر کی صفات جانے کہاں سے آن ٹپکی ہیں مجھے بھی تو یاد ہے پہلے تو ایسے نہیں ہوتے تھے بڑے اچھے اور نرم مزاج کے ہوا کرتے تھے مگر اب۔ اب تو یہ وہ لگتے ہی نہیں ہیں اب تو ان سے بات کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ پورے ہٹلر ہیں یہ۔" وہ سخت ناراضگی کے عالم میں سوچ رہی تھی اور نظریں اسی پر ہی تھیں۔ عدیل نے یونہی اس کی طرف دیکھا تو وہ سخت زچ ہو کر کتاب کی جانب متوجہ ہو گئی جبکہ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کوند گئی۔ پھر آنے والا ہر دن اس کا امتحان تھا اور صبر آزما تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے بھی اسے فارغ بیٹھنے نہیں دیا تھا۔ عمران اور امبر سے جانے اس نے کیا کہا تھا۔ وہ بھی اسے پڑھنے کی نصیحت کرنے لگتیں۔ وہ غصے سے پڑھنے بیٹھتی تو پھر کتاب سے سر اٹھانا بھی بھول جاتی۔ اس وقت بھی بیٹھی پڑھ رہی تھی کہ امبر اسے کھانے کے لیے بلانے چلی آئی۔

"ماہ رخ پہلے کھانا کھا لو۔ پھر پڑھنا ہے ساری رات پڑھتی رہنا۔" امبر نے اسے ہنوز کتاب پر جھکے دیکھ کر جھنجھلا کر بولی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے تم بھوک کے معاملے میں بڑی نازک ہو۔" امبر نے ہنستے ہوئے چھیڑا۔

"کیا مطلب نازک ہو؟" وہ حیران ہوئی۔

"میرا مطلب ہے تم بھوک کے معاملے میں بڑی کچی ہو۔" وہ ہنسی۔

"کچی کا کیا مطلب ہے؟" ماہ رخ نے اب کے اسے چھیڑا۔

"تم کھانا کھانے چل رہی ہو یا نہیں؟" اسے غصہ آ گیا۔

"نہیں۔" وہ لاپروائی سے بولی۔

"بغیر کھائے پیئے تم پڑھو گی کیسے؟" اسے فکر لاحق ہوئی۔

"اگر ایک وقت کا کھانا نہیں کھاؤں گی تو میری صحت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" اس نے روکھے سے لہجے میں کہا۔

"تمہاری صحت پر نہیں کارکردگی پر اثر پڑ سکتا ہے۔" اس نے کتاب کی جانب اشارہ کر کے شرارت سے کہا۔

"فضول نہیں بولو۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے میں چلی جاتی ہوں مگر اطلاعاً عرض ہے عدیل بھائی کھانا کھا کر اپنے کمرے میں تشریف لے جا چکے ہیں اب ہو سکتا ہے تمہیں کال کر لیں پھر تمہارا کھانا واقعی گول ہو جائے گا۔" وہ

اسے چڑاتی ہوئی باہر نکل گئی اور وہ بیچ گھبرا کر اس کے پیچھے چل پڑی تھی۔

عدیل نے دن رات ایک کر کے اس طرح تیاری کرائی تھی کہ اس کے پیپرز کی چولیں ہل کر رہ گئیں تھیں اور یہ اس کی محنت اور توجہ کا نتیجہ تھا کہ اس کا پیپر بہت اچھا ہو گیا تھا گھر آ کر وہ بڑی مطمئن و مسرور تھی۔ عدیل نے شام کو اسے بلا کر کچن بیٹھ دیکھا اور اس سے چیدہ چیدہ باتیں پوچھ کر مطمئن ہو گیا اب اس کے پاس ہونے کی سو فیصد امید تھی۔

"اب ماہ دوست آزاد ہیں بالکل آزاد۔" وہ لاؤنج میں آ کر گویا اعلان کرتے ہوئے بولی۔

"پہلے کیا آپ کے پاؤں میں بیڑیاں بندھی تھیں؟" عمران نے معصومیت سے پوچھا۔

"کچھ ایسی ہی بات تھی۔" وہ ہنستی ہوئی بولی اور ریموٹ اٹھا کر چینل پہ چینل بدلنے لگی۔

"آپی کیا کر رہی ہیں کوئی چینل لگا رہنے دیں۔" شاذان جھنجلا کر بولا۔

"ارے اب آج تو میں اپنے من پسند پروگرام دیکھوں گی۔" وہ اس کی بات ماننے سے انکار کرتے ہوئے مسکرا کر بولی۔

"ماہ رخ کیا کر رہی ہو؟" امبر نے آ کر جلدی سے پوچھا۔

"فارغ بالکل فارغ ہوں۔" وہ شاہانہ انداز میں بازو اٹھا کر مسکرانے لگی۔

"اچھا تمہیں معلوم ہے ناں میں حمزہ کی برتھ ڈے پر جا رہی ہوں؟" اس نے استفسار کیا۔

"ہاں مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"مجھے دیر ہو رہی ہے میں تیار ہونے لگی ہوں تم ذرا عدیل بھائی کو اٹھا کر ان سے پوچھ کر کپڑے استری کر دو کیونکہ وہ بھی میرے ساتھ جائیں گے۔ حمزہ کے بھائی عدیل بھائی کے بہت اچھے دوست ہیں اس نے انہیں بھی انوائیٹ کیا ہوا ہے۔" وہ تفصیلاً بولی۔

"شکریہ یہ کام میں نہیں کر سکتی۔" اس نے فوراً انکار کر دیا۔

"ماہ رخ پلیز چھوٹا سا تو کام ہے کر دو اور دیکھو میں تیار ہونے جا رہی ہوں۔" وہ تیزی سے کہہ گئی اور وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"چلیں آپی ریموٹ پکڑائیں اور جائیں۔"

"شاباش۔" شاذان نے اسے چھیڑتے ہوئے مسکرا کر کہا تو وہ اسے گھورنے لگی پھر ریموٹ اسے تھما کر اس کے کمرے تک آ گئی۔ دروازہ ناک کیا مگر کوئی جواب نہ ملا دوبارہ ناک کر کے اندر آ گئی وہ سر تک چادر تانے سو رہا تھا۔

"عدیل بھائی۔" ماہ رخ ڈرتے ڈرتے اسے آواز دینے لگی۔

"عدیل بھائی اٹھ جائیں۔" اب وہ تھوڑا قریب آ کر بلند آواز سے بولی تو اس نے چادر چہرے سے ہٹا کر آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"ہوں کیا بات ہے؟" وہ بیزاری سے بولا۔

"وہ امبر کہہ رہی ہے اب اٹھ جائیں آپ نے اس کے ساتھ برتھ ڈے پر جانا ہے۔" اس نے یاد دلایا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"میرے کپڑے استری ہیں؟" اس نے بیڈ سے اترتے ہوئے پوچھا۔

"آپ بتا دیں کونسے کپڑے استری کرنے ہیں میں کر دیتی ہوں۔" وہ جلدی سے بولی۔

"گرے کلر کا سوٹ استری کر دو۔" وہ کہہ کر واش روم میں چلا گیا۔ وہ وارڈ روب کی طرف آئی اور بے دھیانی میں آف وائٹ سوٹ نکال لیا اور ابھی وہ شرٹ استری کر رہی تھی کہ وہ چلا آیا۔

"یہ! یہ کونسا سوٹ استری کر رہی ہو؟" وہ حیرت سے تقریباً چیخ پڑا۔

"کک ---- کیا ہوا عدیل بھائی؟" وہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ شکر تھا استری ہاتھ سے نیچے نہیں گری تھی۔

"یہ میرا سلیپنگ سوٹ ہے۔" وہ غصے سے بولا۔

"اوہ۔" وہ شرمندہ ہو گئی۔

"سوری عدیل بھائی مجھے دھیان نہیں

"ٹھیک ہے۔" وہ بے مروتی سے لہجے میں کہتی ہوئے دوبارہ
وارڈروب کی طرف گئی اور کپڑے نکال کر کا سوٹ

نہیں کر سکتیں؟" وہ
"ہم تو ڈھنگ سے نہیں کر سکتیں" اسے دیکھتے ہوئے بولا۔
"نظروں سے ... مجھے خیال نہیں رہا تھا۔" وہ اس
عدیل بھائی سے خائف سی ہو کر بولی۔
"بھائی کو ذرہ سمجھ ہو تم ہے اتنی بڑی بڑی
کیے ہیں کیا دیکھتی رہتی ہو ان
بھی ... غصے سے کہتا ہوا کمرے سے باہر
نکل گیا۔
"یہ نہیں ہر وقت ڈانٹتے کیوں رہتے ہیں۔
جیسے مجھے ان سے ادھار لے رکھا ہے۔" وہ
بڑبڑانے لگی۔ پھر کپڑے استری کر کے بیڈ پر پھیلا
کر اپنے کمرے میں آئی۔
"عنبر کی بچی اگر تم نے اب عدیل بھائی کا کوئی
کام کہا تو میں ہرگز نہیں کروں گی۔" وہ امبر کو
ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑی دیکھ کر غصے سے
بولی۔
"کیوں کیا ہوا ہے؟" مسکراتی نظروں سے
اسے دیکھا اندازہ ہو گیا تھا کہ یقیناً کسی بات پر
ڈانٹ پڑی ہو گی۔
"عدیل بھائی کو تو بس ڈانٹنے کے لئے بہانہ
چاہئے۔" وہ بیڈ پر بیٹھ کر تکیہ بھینچتے ہوئے بولی۔
اسے عدیل کا "کوڑھ مغز" کہنا سخت برا لگا تھا۔

وہ حسب معمول دیر سے سو کر اٹھی اور منہ
ہاتھ دھو کر کچن میں آگئی۔ امی کو موجود دیکھ کر
ٹھٹک گئی۔
"تمہاری صبح اب ہوئی ہے؟" انہوں نے
اسے دیکھا تو ناگواری سے بولیں۔
"ہماری امی اب تو عیش کرنے کے دن آئے
ہیں اور آپ خفا ہو رہی ہیں۔" وہ ہنستے ہوئے بولی
اور فریج کھول کر کچھ تلاش کرنے لگی۔
"کل ڈبل روٹی اور انڈے ختم ہو گئے تھے۔"
امی نے اسے ڈبل روٹی کی تلاش میں ادھر ادھر
نظریں دوڑاتے دیکھ کر پوچھا۔
"صبح مگر ابھی تو۔" وہ حیران ہونے لگی۔
"دن کے دس بجے ہیں اور تمہاری یہ صبح
ہے۔" وہ خفا ہو کر بولیں۔
"میں کیا کروں مجھے بھوک لگ رہی ہے۔" وہ
بسورتے ہوئے بولی۔
"کون کہتا ہے اتنی دیر سے اٹھو جلدی سے اٹھ
کر سب کے ساتھ ناشتہ کیا کرو۔"
"ٹھیک ہے میں نہیں کرتی ناشتہ۔" وہ ناراض
ہو کر جانے لگی۔
"آٹا فریج میں پڑا ہے پراٹھا بنا کر کھا لو۔ وہی
بھی ہے۔" امی نے نرمی سے مسکرا کر اسے
دیکھا۔
"آپ کو پتا ہے صبح کے وقت میں ایسی بھاری
بھرکم چیزیں نہیں کھا سکتی۔" اس نے منہ بنایا۔
"تو کیا میں بازار سے ڈبل روٹی لینے جاؤں۔"
انہیں غصہ آگیا۔
"میں نے یہ کب کہا ہے۔" وہ بسوری۔
"عدیل گھر پر ہے تو سہی مگر اسے سودا سلف
لانے کی عادت نہیں ہے۔"
"عدیل بھائی آفس نہیں گئے؟" اسے حیرانی
ہوئی۔
"نہیں ابھی تو سو رہا ہے۔"
"تو بس پھر آپ انہیں اٹھا کر بھیج دیں۔" وہ
بڑے اطمینان سے بولی۔
"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟ اسے گھر کے یہ کام
کرنا بالکل پسند نہیں ہے۔" وہ کہتے ہوئے کچن
سے باہر نکل گئیں۔
"تو کیا ہوا اگر ایک دن عدیل بھائی یہ کام کر لیں
گے تو ان کی شان میں فرق نہیں آجائے گا۔" وہ
ان کے پیچھے آتی ہوئی منہ بنا کر بولی تھی۔ مگر
سامنے صوفے پر عدیل کو بیٹھے دیکھ کر سٹپٹا گئی۔
"یا اللہ کہیں عدیل بھائی نے میری بات تو نہیں
سن لی۔" وہ حسب معمول پریشان ہو گئی۔
"عدیل بیٹے تم کب اٹھے ہو؟" امی نے اسے
دیکھ کر شفقت سے پوچھا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے چچی جان کوئی کام کہنا ہے تو بتائیں۔" وہ کھڑے ہو کر بولا۔

"کیا تو کوئی کام نہیں ہے تم منہ ہاتھ دھو لو میں تمہارے لئے ناشتہ لاتی ہوں۔"

"ماہ رخ نے ناشتہ کر لیا ہے؟" وہ اسے دیکھ کر جلدی سے بولا۔

"ماہ رخ تو ......" وہ کہتے ہوئے خاموش ہو گئیں۔ جبکہ وہ ناراض سے انداز میں صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

"کیا ہوا ہے اسے؟" عدیل پریشان سا ہوا۔

"ڈبل روٹی ختم ہو گئی ہے اسی لئے موڈ خراب ہے کہا بھی ہے پراٹھے سے ناشتہ کر لو مگر اسے تو عادت ہے خالی منہ چلانے کی۔" وہ ناراضگی سے گویا ہوئیں۔

"اوہ۔" وہ بات سمجھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔ اسے چچی جان بے حد اچھی لگیں وہ اس کی عادت سے واقف تھیں کہ اسے باہر کے کام کرنا پسند نہیں ہے اسی لئے اس سے کہنے کی بجائے ماہ رخ پر خفا ہو رہی تھیں۔

"چچی جان آج تو میرا بھی دل چاہ رہا ہے خالی منہ چلانے کو۔" وہ شرارت سے ایک نظر اس پر ڈال کر مسکرا کر بولا۔ وہ دونوں بیک وقت چونک پڑیں۔

"مگر بیٹا۔" امی پریشان سی ہو گئیں۔

"میں بازار جا رہا ہوں۔" وہ جلدی سے بولا اور کمرے سے والٹ لے کر چلا گیا۔

"عدیل کو تو ایسا ہلکا پھلکا ناشتہ کرنے کی عادت ہی نہیں ہے۔" اس کے جانے کے بعد امی بلند آواز سے بڑبڑائیں۔

"تو کیا ہوا انسان کو روٹین سے ہٹ کر بھی کوئی کام کر لینا چاہئے۔" وہ ہنس کو بولی۔

"تم بھی روٹین سے ہٹ کر کل جلدی اٹھ جانا۔" امی اسے گھور کر بولیں۔

"اوہ پیاری امی یہی تو عیش کے دن ہیں پھر ہم کہاں اور یہ فرصتیں کہاں۔" وہ امی کے پاس آ کر ان کے گلے میں بازو ڈال کر بولی۔

"کیا مطلب؟" وہ اس کے منہ سے لفظوں کی روانگی پر چونک پڑیں۔

"امی وہ میری کلاس فیلو ہے نا شگفتہ وہ کہہ رہی تھی کہ بی اے کے بعد تو بیاہ ہو جاتا ہے پھر بندی گھرداری میں الجھ کر رہ جاتی ہے اس لئے اس سے پہلے خوب سونا چاہئے کھانا پینا چاہئے اور..."

"بس خاموش ہو جاؤ۔" امی ششدر سی اس کی صورت دیکھتے ہوئے بولیں تو وہ کندھے اچکا کر رہ گئی۔ "میں کمرے میں جا رہی ہوں عدیل اٹھے تو اپنے اور اس کے لئے ناشتہ بنا لینا۔" وہ اٹھ کر جانے لگیں۔

"نہیں امی عدیل بھائی کے لئے آپ خود ناشتہ بنائیے گا۔" وہ جلدی سے گھبرائے ہوئے انداز میں بول پڑی۔

"تمہیں کیا پریشانی ہے؟" انہیں غصہ آ گیا۔

"ویسے ہی خواہ مخواہ میرے کام میں نقص نکالیں گے۔" وہ ناراض ہو کر بولی۔ ویسے بھی دل میں اس سے ناراض تھی کہ انٹر کے دوران تو کبھی اسے کوڑھ مغز نہیں کہا تھا اور اس دن محض چھوٹی سی بات پر اسے کوڑھ مغز کہہ دیا تھا اور اس بات کا اسے خاصا غصہ تھا۔

"تم ذرا ڈھنگ سے کام کرنا۔"

"امی پلیز آپ۔" ماہ رخ نے انہیں روکنا چاہا۔

"ماہ رخ بلاوجہ پریشان نہ کرو۔" وہ سر جھٹک کر چلی گئیں اور وہ بے بسی سے کشن نوچ کر رہ گئی۔

"بھلا یہ آج آفس کیوں نہیں گئے خیر مجھے کیا اللہ میاں جی میرا آج کا دن اچھا گزر جائے۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ہاتھ نیچے کئے تو وہ سامنے ہاتھوں میں شاپر پکڑے کھڑا تھا۔

"یہ بیٹھے بیٹھے کیا دعا مانگی جا رہی ہے؟" وہ شاپر ٹیبل پر رکھ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"نہیں تو میں دعا تو نہیں مانگ رہی تھی۔" اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا تو اسے ہنسی آ گئی۔ وہ واضح طور پر دیکھ چکا تھا کہ وہ ہاتھ اٹھا کر کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ مگر اب وہ صاف انکار کر رہی تھی۔

"ہضم ہو جائے گا؟" اس نے سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

"جی۔۔" وہ بے بسی سے ٹھنڈی سانس بھر کر بولی۔

"وہ جی آپ ناشتہ کریں گے میرا مطلب ہے کہ۔۔"

"وہ کیوں نہیں پوچھ رہی؟ تم مجھے کھلا دیتا۔" وہ مسکرایا۔

"جی" وہ حیران ہوئی۔

"جی کیا لا کر دوں۔" وہ چڑ کر بولا۔

"نہیں بس۔۔" وہ سر ہلا کر چلی گئی اور وہ ٹیبل پر اخبار اٹھا کر دیکھنے لگا۔

"عدیل بھائی مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں شاید اس لئے کہ میں بہت دیر سے اٹھنے لگی ہوں لیکن کل سے ان شاء اللہ جلدی اٹھوں گی۔" وہ ناشتہ بناتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ ناشتہ تیار کر کے چیزیں ڈائننگ ٹیبل پر رکھ دیں۔

"عدیل بھائی ناشتہ کر لیجیے۔" اس نے لاؤنج میں آ کر اسے پکارا تو وہ اخبار رکھ کر چلا گیا جبکہ۔۔ وہ وہیں بیٹھ گئی یہ سوچتے ہوئے کہ "عدیل بھائی ناشتہ کر لیں تو پھر میں اطمینان سے کروں گی۔"

"ماہ رخ۔" کچھ ہی دیر بعد عدیل نے اسے پکار لیا۔

"ضرور عدیل بھائی کو ناشتہ پسند نہیں آیا ہوگا۔" وہ بجھے دل سے چلی آئی۔

"جی عدیل بھائی۔" وہ ڈائننگ ٹیبل کے پاس آ کر نظریں جھکا کر کھڑی ہو گئی۔

"بیٹھو ناشتہ کرو۔" وہ یہ کہہ کر سلائس پر مکھن لگانے لگا۔

"ہائے عدیل بھائی کے سامنے ناشتہ کروں، نہیں نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔" وہ سخت گھبراہٹ کے عالم میں اس کی صورت دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے ناشتہ کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔" عدیل اسے ہنوز کھڑے دیکھ کر مسکرا کر بولا۔

"وہ۔۔۔ پہلے آپ ناشتہ کر لیں پھر میں کر لوں گی۔" وہ گھبرا کر بولی۔

"کیوں ابھی کیا ہے؟" اس نے بھنویں اچکا کر

"ویسے ہی۔" وہ ہچکچائی۔

"بیٹھو اور ناشتہ کرو۔" وہ تحکمیہ لہجے میں بولا تو وہ ناچار وہیں پاس پڑی کرسی پر ٹک گئی۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ یوں اس کے ساتھ ناشتہ کرنے لگی تھی۔ اس کے خوف سے اور ڈانٹ سے بچنے کے لئے وہ چیزوں کو بڑی احتیاط سے استعمال کر رہی تھی۔ عدیل نے دزدیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور اسے اکیلے انداز میں ناشتہ کرتے دیکھ کر ہلکے سے مسکرا دیا۔ فیروزی رنگ کے کڑھائی والے سوٹ اور دوپٹے میں وہ بڑی تر و تازہ اور کھلی کھلی سی لگ رہی تھی۔ بالوں کی شریر لٹیں اس کے رخساروں کے گرد کسی رقص کا سماں پیش کر رہی تھیں۔ چہرے پر گھبراہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ ایک صرف وہی نہیں امبر، عمران اور شاذان بھی اس کے رعب و دبدبے اور سنجیدگی کی بنا پر اس سے خائف سے رہتے تھے۔ پہلے تو نہ وہ اس قدر بارعب تھا اور نہ ہی اتنا سنجیدہ تھا۔ جیسے اب تھا یہ دو سال پہلے کی بات تھی جب وہ ایم ایس سی فائنل ایئر کا اسٹوڈنٹ تھا وہ انتہائی خوش اخلاق اور خوش مزاج ہوا کرتا تھا۔ وہ دن اگرچہ ایک عام سا دن تھا مگر اس کے ذہن پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو کر رہ گیا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا بڑے تو سب سو رہے تھے مگر عمران، شاذان اور ماہ رخ بڑے مزے سے کیرم کھیل رہے تھے۔

"عمران تم چیٹنگ کر رہے ہو۔" ماہ رخ نے فوراً اس کی حرکت کا نوٹس لیا۔

"جناب میں بالکل ٹھیک کھیل رہا ہوں بس تمہیں ہی کھیلنا نہیں آتا۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "مجھے تم سے زیادہ اچھا کیوں کرتی ہو۔" وہ الزام اس کے سر رکھ کر بڑے مزے سے بولا۔

"کیا؟ کیا تمہارا مطلب ہے میں چیٹنگ کرتی ہوں۔" وہ غصے سے بولی۔

"جی ہاں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں کیوں شاذان؟" اس نے شاذان کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا۔

"مجھی مجھے نہیں پتا۔" اس نے اپنا دامن
چھڑایا۔ "تمہیں کیا معلوم بھلا میں جانتا ہوں کیسے
"تم پھر اب میں تمہارے ساتھ اچھی طرح
کھیلوں گی۔" اس نے غصے سے گیم الٹ دی۔
"تم نے گیم کیوں خراب کی ہے؟" وہ غصے
سے کھڑا ہو کر اس کی جانب مارنے کے لیے بڑھا تو
وہ ڈر کر اس کی [illegible] روتی ہوئی بھاگ کر اندر روم
میں گھس کر دروازہ لاک کر لیا۔
"کیا ہوا ماہ رخ کیا بات ہے؟" عدیل جو کرسی پر
بیٹھا کتاب پڑھنے میں مشغول تھا دروازہ بند ہونے
کی آواز پر چونک پڑا اور ہراساں سا دیکھ کر اٹھ کر
پاس آیا۔
"وہ...... وہ عدیل بھائی عمران مارنے آ رہا
ہے۔" وہ بے ساختہ خوفزدہ انداز میں اس کے
کندھے سے آ لگی۔ عدیل کے وجود میں جیسے بجلی
دوڑ گئی تھی وہ اس کے اس قدر قریب کھڑی
رو رہی تھی کہ وہ اس کی سانسوں کی ہیٹ کو با آسانی
محسوس کر سکتا تھا۔ صورت حال واقعی اس کی
سوچ و سمجھ سے باہر تھی مگر دوسرے ہی لمحے خود پر
قابو پا کر اسے سخت اشتعال بھری نظروں سے دیکھا
اور اسے جھٹکے سے پیچھے ہٹا کر اس کے منہ پر زور
سے تھپڑ مار دیا۔
"یہ کیا بدتمیزی ہے، عمران تمہیں مارنے آ رہا
ہے یا تمہاری جان لینے آئندہ اگر میں نے تمہیں
بھاگتے دیکھا تو تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا۔ سمجھیں
تم اور اب جاؤ یہاں سے۔" وہ غصے سے سرخ
پڑتے چہرے سے گھورتا ہوا چلا کر بولا اور وہ جا
پاس گال پر ہاتھ رکھے ششدر سی اسے دیکھ رہی
تھی۔ اس کے سخت سست کہنے پر آنکھوں میں
آنسو بھرے باہر نکل آئی۔ عمران جو اس کے
بھاگ جانے سے وہیں کھڑا زور زور سے ہنس رہا تھا
اسے روتی ہوئی آتے دیکھ کر چونک پڑا۔
"ماہ رخ کیا ہوا ہے؟" وہ اس کے پاس آ کر
تشویش سے بولا۔
"آپی کیا ہوا ہے؟" شاذان نے بھی پوچھا۔

"عدیل بھائی نے تھپڑ مارا ہے [illegible]
گلے میں پھنسے آنسو [illegible]
صاف کرتے ہوئے کہا۔
"کیوں انہوں نے مارا ہے [illegible]
روم [illegible]
کا اس لیے انہیں غصہ آ گیا ہو گا۔" [illegible]
بولا۔
"وہ تمہاری وجہ سے انہوں نے مجھے
مارا ہے آئندہ میں تمہارے ساتھ [illegible]
کھیلوں گی۔" وہ غصے سے [illegible]
اپنے کمرے میں چلی گئی جبکہ وہ [illegible]
تھا۔

عدیل اپنے کمرے میں [illegible]
اسے افسوس ہو رہا تھا کہ وہ اسے [illegible]
وہ اسے اپنی معصومیت کی وجہ سے اچھی لگتی [illegible]
وجہ تھی کہ اس نے کبھی کسی دوسرے [illegible]
توجہ نہیں دی تھی یونیورسٹی میں بھی [illegible]
لڑکیوں کے ساتھ ریزرو سا رہتا تھا وہ [illegible]
کرتا تھا اس لحاظ سے وہ اسے اپنی امانت [illegible]
اس کا خیال تھا وہ مناسب وقت دیکھ کر [illegible]
خواہش کا اظہار کرے گا مگر آج اس نے [illegible]
بے وقوفی اور ناسمجھی کا مظاہرہ کیا تھا اس کے وہ
گمان میں بھی نہیں تھا۔ وہ اس کا [illegible]
شروع سے اس گھر میں رہتا تھا اس کی طبیعت
مزاج سے اچھی طرح آگاہ تھا۔ وہ اسے [illegible]
سمجھتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا [illegible]
ناسمجھی اور معصومیت سے محظوظ ہو [illegible]
اس کے ساتھ انتہائی سختی سے پیش آیا تھا اور
اسے یقین تھا کہ وہ آئندہ بھی ایسی بے [illegible]
نہیں کرے گی۔ یہی سوچ کر وہ مطمئن سی [illegible]
لیتے ہوئے مسکرا دیا۔ پھر اس دن کے بعد اس [illegible]
ساتھ اس کا رویہ خاصا سخت ہوتا چلا گیا اور [illegible]
لپیٹ میں امبر، عمران اور شاذان بھی آ گئے [illegible]
اتنا نرم مزاج تھا اور اب سخت مزاج ہو گیا
تھا۔ بات بات پر اسے ڈانٹ دیتا اور وہ چپ چاپ

اس کی ڈانٹ سنتی چلی جاتی۔ امی سے کہتی تو وہ الٹا اسے ڈانٹ کر رکھ دیتیں۔ تائی امی اسے بہت اچھی لگتی تھیں مگر ماہ رخ کو کبھی اچھا نہیں لگا کہ وہ عدیل بھائی کی تائی امی سے شکایت لگائے۔ وہ سب ہی حیران تھے کہ عدیل بھائی بدل سے کیوں گئے ہیں۔

عدیل ایگزامز سے فارغ ہوا تو ابو کے ساتھ بزنس جانے لگا۔ اب ایم اے کی کلاسز جوائن کر چکی تھی۔ وہ بی اے کی اسٹوڈنٹ تھی اس کی موجودگی میں وہ سب اٹینشن ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور خاص طور پر وہ ہراساں سی ہو جاتی تھی۔ اس کی ہراساں سی صورت دیکھ کر وہ محظوظ سا ہوتا تھا اس کے سخت اور سرد رویئے کے باعث اس کے اعتماد میں خاصی کمی آگئی تھی۔ اس وقت بھی اس کے سامنے بڑے گھبرائے ہوئے انداز میں ناشتہ کر رہی تھی۔ اس کی گھبرائی گھبرائی صورت اس کے ہاتھوں کی لرزش اس کی اٹھتی گرتی پلکیں اس کے من میں ہلچل مچا رہی تھیں۔ یکدم وہ تیزی سے اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"ارے انہیں کیا ہوا ہے؟ یوں ناشتہ کیوں چھوڑ کر چلے گئے ہیں؟" وہ حیران سی رہ گئی پھر شانے اچکا کر ایزی ہو کر ناشتہ کرنے لگی۔

عدیل اپنے کمرے میں بے قراری سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا اب امی سے ماہ رخ کے لیے بات کرے اب تو وہ تعلیم سے بھی فارغ ہو چکی تھی اور اس کا مزید آگے پڑھنے کا بھی ارادہ نہیں تھا۔

"گویا یہی وقت ہے امی سے اپنی خواہش کا اظہار کر دوں۔" یہ سوچ کر وہ انتہائی ہلکا پھلکا ہو گیا اور اٹھ کر ان کے کمرے میں آگیا۔

"تم اٹھ گئے ہو؟" تائی امی نے دیکھتے ہی کہا۔

"کب سے اٹھا ہوں اور ناشتہ بھی کر چکا ہوں امی مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" وہ جلدی سے بولا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔

"ہاں کہو بیٹا۔" تائی امی اس کے انداز پر حیران سی ہو گئیں۔

"آپ خفا تو نہیں ہوں گی؟" وہ جھجک سا گیا۔

"تم میرے بیٹے ہو مجھے یقین ہے تم ایسی بات نہیں کہو گے جس سے میں ناراض ہو جاؤں۔" تائی امی مسکرا دیں۔ وہ چند لمحے خاموش سا رہا۔

"عدیل بیٹے کیا بات ہے؟" وہ پریشان سی ہو گئیں۔

"امی آپ ماہ رخ کو چچی جان سے مانگ لیں۔" وہ جھجکتے سے لہجے میں بولا۔

"امی آپ کو میری بات پسند نہیں آئی؟" وہ انہیں خاموش دیکھ کر مایوس سا ہو گیا۔

"نہیں بیٹا میں تو یہ سوچ رہی ہوں تم نے یہ بات کہنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے؟" وہ مسکرا کر بولیں۔

"گویا آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہے؟" وہ خوشدلی سے بولا۔

"اعتراض کیسا؟ ماہ رخ تو مجھے بہت پیاری لگتی ہے۔ میرا تو شروع سے یہی خیال تھا۔" انہوں نے انکشاف کیا۔

"اچھا۔" وہ حیرت سے ہنس پڑا۔

"بیٹا میں تمہاری ماں ہوں اگر یہ بات تم مجھ سے نہ بھی کہتے تو بھی میں ماہ رخ کو ضرور مانگ لیتی۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"او کے امی میں آفس جا رہا ہوں شام تک آ جاؤں گا۔" وہ جلدی سے باہر نکل گیا۔

امی جو صبح سے ماہ رخ کی بات سن کر پریشان سی تھیں بھابھی کی بات سن کر چونک پڑیں۔

"بھابھی آپ کیا کہہ رہی ہیں؟" خوشی کے مارے کچھ کہے وہ بول نہ پائیں۔

"زرقا میری تو ہمیشہ سے یہی خواہش تھی کہ ماہ رخ میری بیٹی بنے اور اب عدیل نے خود اس خواہش کا اظہار کیا ہے۔" انہوں نے بتایا۔

"بھابھی ماہ رخ آپ کی بیٹی ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" خوشی ان سے سنبھالی نہیں جا رہی تھی۔

"تو ٹھیک ہے ابھی ہم منگنی کر دیتے ہیں پھر امبر جب فارغ ہوگی اس کے ساتھ ماہ رخ کی شادی کی تاریخ رکھ لیں گے۔" انہوں نے مشورہ دیا۔ امبر کی بات ان کے بڑے بھائی فیاض کے بیٹے شکیل فیاض سے طے تھی جو ڈاکٹری کے پیشے سے منسلک تھا۔

شام تک یہ زبردست خبر پورے گھر میں پھیل چکی تھی۔ امبر اور عمران اسے گھیرے مسلسل چھیڑے جا رہے تھے۔ جبکہ وہ حیران اور پریشان سی بیٹھی تھی۔ اسے حیرانی تھی کہ امی نے اس سے پوچھے بغیر ہی یہ رشتہ طے کر دیا تھا۔

"بھلا میرا اور ان کا کیا جوڑ وہ اس قدر غصے والے ہیں ہر وقت مجھے ڈانٹتے ہی رہا کریں گے۔ امی بھی بس حد کرتی ہیں۔" اسے غصہ آ رہا تھا۔

"عدیل بھائی تو بڑے غصے والے ہیں۔ ماہ رخ بیچاری تو کسی دن ان کے ہاتھوں ختم ہو جائے گی۔" عمران نے شوخی سے اسے دیکھتے ہوئے چھیڑا۔

"تم اپنی بکواس بند رکھو۔" وہ دہل کر بولی۔ جو سوچ رہی تھی وہی عمران نے بھی کہہ دیا تھا۔

"ماہ رخ بھائی بے مذاق ہی تو کر رہا ہے۔" امبر اس کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ جبکہ وہ کوئی جواب دیئے بغیر اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی۔

"لگتا ہے امی کو میری زندگی عزیز نہیں ہے۔" وہ غصے سے ادھر سے ادھر ٹہلنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ امی کے کمرے میں تھی۔

"کیا بات ہے ماہ رخ؟" امی نے اسے مسلسل خاموش بیٹھے دیکھ کر پوچھ لیا۔

"امی یہ آپ نے کیسا فیصلہ کیا ہے؟" بالآخر وہ بول پڑی۔

"کونسا فیصلہ؟" پل بھر کو وہ سمجھ نہیں پائیں۔

"میرے اور عدیل بھائی کے بارے میں۔" وہ جھجک کر بولی۔

"تمہیں کیا اعتراض ہے اس فیصلے پر؟" انہوں نے ناگواری سے پوچھا۔

"آپ جانتی نہیں ہیں کہ وہ مجھے کتنا ڈانٹتے ہیں غصہ تو ہر وقت ناک پر دھرا رہتا ہے۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"دیکھو ماہ رخ عدیل بہت اچھا لڑکا ہے پڑھا لکھا ہے' ذمہ دار ہے سب سے بڑی بات اپنے گھر کا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے۔" انہوں نے پیار سے سمجھایا۔

"مگر امی وہ۔"

"وہ اتنے غصے والا نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہی ہو بڑے جو فیصلہ کرتے ہیں ٹھیک کرتے ہیں تم ابھی ناسمجھ ہو اس بات کو نہیں سمجھ سکتیں جاؤ شاباش مجھے تنگ نہ کرو۔" انہوں نے پیار سے کہتے ہوئے اچھا خاصا سمجھا بھی دیا مگر وہ منہ بناتی وہاں سے اٹھ گئی۔

"امی کو تو مجھ سے محبت ہی نہیں ہے انہیں تو بس عمران اور شازان اچھے لگتے ہیں ٹھیک ہے اگر انہیں میری پرواہ نہیں ہے تو جو ہوتا ہے ہو جائے مجھے بھی پرواہ نہیں ہے۔ انہیں بعد میں پتا چلے گا عدیل بھائی کتنے سنگدل ہیں۔" وہ اپنے کمرے میں تکیہ بھینچ کر بڑبڑانے لگی۔

چند دن بعد ایک چھوٹی سی تقریب منعقد کر کے دونوں کی منگنی کر دی گئی۔

"واہ میرے مولا آگ اور پانی کا ملاپ ہوا ہے۔" عمران نے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"آگ اور پانی نہیں شعلہ اور شبنم کہو۔" امبر بھی چھیڑنے لگی۔

"تم دونوں اپنی بکواس بند نہیں رکھ سکتے۔" وہ یکدم چیخ کر بولی۔

"اوہ تو ابھی منگنی کو صرف ایک دن ہوا ہے اور اس لڑکی کی زبان دیکھو ذرا۔" عمران نے کانوں کو چھوتے ہوئے کہا۔

"واقعی ماہ رخ یہ تم ہو نا؟" امبر نے بھی حیرانی سے آنکھیں پھاڑیں۔ وہ جو ٹی وی دیکھنے کے لئے بیٹھی ہوئی تھی پاؤں پٹختی ہوئی اٹھ کر چلی گئی اور وہ دونوں ہنس پڑے۔

"ماہ رخ تم ابھی تک خفا ہو؟" تھوڑی دیر بعد امبر بھی چلی آئی۔

"پتا نہیں۔" وہ لاپروائی سے بولی۔

"پھوپھو ماہ رخ اتنا تو ہم سب ہی جانتے ہیں عدیل بھائی ہمیشہ سے ایسے نہیں تھے بس کچھ عرصہ سے ہی وہ اتنے غصیلے ہو گئے ہیں۔ مجھے یقین ہے وہ ہمیشہ ایسے نہیں رہیں گے تم اس وقت کا انتظار تو کرو۔"

"مجھے کیا ضرورت ہے ایسے وقت کا انتظار کرتی پھروں۔" وہ جھلا کر بولی۔

"تو پھر بھائی پر اعتبار کر کے دیکھو وہ آنے والے وقت میں تمہارے دامن میں مسکراہٹوں کے پھول ہی پھول ڈالیں گے۔" وہ شوخی سے کہتے ہوئے مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔

عدیل بے انتہا خوش تھا من کی مراد مل جائے تو شاید یونہی خوشی ہوتی ہے۔ فطری طور پر وہ خوش مزاج سا تھا جس کے لئے بدل گیا تھا اب اسے خود سے منسوب پا کر بے انتہا مطمئن و مسرور تھا۔

"عدیل بھائی آپ کچھ بدل سے نہیں گئے؟" وہ ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جب عمران نے اس کے مزاج کے پیش نظر ڈرتے ڈرتے کہا۔

"اچھا وہ کیسے؟" وہ خوشدلی سے بولا۔

"بس آپ پہلے سے زیادہ اپنے اپنے سے لگ رہے ہیں۔" وہ خوشی سے مسکراتے ہوئے بولا۔

"اچھا۔" وہ جھینپ کر ہنس دیا۔

"سچ بھائی آپ ہنستے ہوئے بہت اچھے لگتے ہیں یونہی ہنستے مسکراتے رہا کریں۔" وہ جھٹ بولا وہ فقط مسکرا کر رہ گیا، جس کے لئے اس کے ہونٹوں پر ہنسی بار بار سج رہی تھی وہ جانے کہاں تھی دو دن سے اس کی صورت ہی نہیں دیکھی تھی منگنی کے بعد وہ اسے دیکھ نہیں پایا تھا جبکہ وہ اس کی صورت دیکھنا چاہتا تھا وہ اس کی گھبرائی گھبرائی، سہمی سہمی صورت کا منتظر تھا وہ یہ بھی جاننا چاہتا تھا کہ اس کے لبوں پر اب عدیل بھائی آتا ہے یا نہیں مگر وہ تو یوں غائب تھی جیسے اس گھر میں اس کا وجود ہی نہ ہو مگر ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اس سے چھپی رہے۔ آخر کب تک وہ منظر سے غائب رہے گی۔ یہ سوچ کر وہ دل میں مسکرا دیا۔

آج چھٹی تھی سب ابھی سو رہے تھے مگر وہ جلدی سے اٹھ گئی تھی۔ منہ ہاتھ دھو کر بالوں میں برش کر کے باہر لان میں آ گئی۔ کرسی پر بیٹھ کر اخبار دیکھ رہی تھی۔ عدیل نے باہر آتے ہوئے اسے دیکھا تو بے اختیار دل دھڑک گیا۔ پھر مسکراتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔

"ہیلو کیا ہو رہا ہے؟" اتنی خاموشی میں وہ بھاری و سنجیدہ سی آواز پر خوفزدہ سی ہو کر اچھل پڑی۔ اخبار چھوٹ کر نیچے گر گیا۔

"ارے تم ڈر گئی تھیں؟" عدیل مسکراتے ہوئے سامنے آ بیٹھا جبکہ وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔ منہ بنا کر اسے دیکھا پھر اخبار اٹھا کر چہرے کے سامنے پھیلا لیا۔

"آج تم اتنی جلدی کیسے اٹھ گئی ہو؟" وہ چھیڑتے ہوئے بولا۔

"میں روز جلدی اٹھتی ہوں۔" اخبار کے پیچھے سے ہٹا کر کہا گیا۔

"اچھا کب سے؟" وہ مسکرا دیا وہ دن بھی یاد آ گیا تھا جب اس کے ساتھ ناشتہ کرنے بیٹھی تھی۔

"پتہ نہیں۔" اس نے بے نیازی سے کہا۔

"بھئی ماہ رخ بتاؤ نا۔" وہ نرمی سے بولا۔

"عدیل بھائی پہلے تو اتنی باتیں نہیں کرتے تھے۔" وہ حیرت سے سوچ کر رہ گئی۔

"ماہ رخ۔" وہ ہلکے سے پکارا۔

"جی عدیل بھائی۔" اس نے اخبار ہٹا کر بے ساختہ اسے دیکھا۔ پھر اپنی ہی لفظوں پر پشیمان سی ہو گئی۔ جبکہ وہ مسکرانے لگا تھا۔

"ماہ رخ تم خوش ہو ناں؟" عدیل نے بڑی چاہ سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی کس پر؟" وہ نظریں جھکا کر بولی۔

"اس رشتے پر۔" وہ مسکرایا۔

"پتا نہیں۔" اس نے بے ساختہ نظریں چرا

"تم دوبارہ گرم کر دینا۔" وہ مسکرایا۔

"پلیز مجھے باہر جانے دیں۔" وہ اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا اسے بہت شرم آ رہی تھی۔ دھڑکنوں میں الگ شور برپا تھا۔

"پھر تم باہر کہاں آئی ہو؟ مجھے تو ابھی کہنا ہے جو کہنا ہے۔" وہ شوخی سے بولا اور ذرا سا قریب آیا۔ وہ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئی اور باہر جانے لگی تو وہ پھر سامنے آ کھڑا ہوا۔

"میں نے آپ سے کہا ہے نا مجھے باہر جانے دیں۔" وہ چڑ کر بولی۔

"ماہ رخ۔" اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی۔" وہ ناراضگی سے بولی تو وہ ششدر سا اس کی صورت دیکھنے لگا پھر انتہائی سنجیدگی سے پیچھے ہٹ گیا اور وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔ اپنے کمرے میں آ کر گہری گہری سانسیں لینے لگی۔

"کہیں میں نے ان کی بات نہ سن کر برا تو نہیں کیا؟" لمحہ بھر کو وہ ملال میں گھر گئی۔ "لیکن یہ بھی تو کوئی اچھی بات نہیں تھی کہ وہ مجھے یوں روک لیتے اگر کوئی اور آ جاتا پھر۔ عدیل کو تو ایسی باتوں کا قطعاً احساس نہیں ہے۔ پتا نہیں اتنے بے دھڑک کیوں ہیں۔"

اگلے دن عدیل تائی امی کے سامنے بیٹھا تھا۔

"عدیل تم کیسی انوکھی بات کر رہے ہو بیٹا ابھی امبر فارغ نہیں ہوئی ہے۔ جیسے ہی وہ فارغ ہو گی اس کے ساتھ ہی ماہ رخ کی بھی شادی ہو گی تمہیں اس قدر جلدی کیوں ہے؟" تائی جان نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"امی میں صرف نکاح کی بات کر رہا ہوں بس آپ ہمارا نکاح کر دیجئے۔" وہ اپنی بات پر قائم رہا۔

"پتا نہیں کیا تمہارے دماغ میں سما گیا ہے ٹھیک ہے میں بھائی اور زرقا سے بات کر لوں پھر کچھ کہوں گی۔" انہوں نے نیم رضامندی سے کہا تو وہ خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔ پھر تائی جان نے امی سے بات کی تو وہ حیران رہ گئیں۔ پھر مسکرا کر رہ گئیں ابو اور تایا جان سے بھی مشورہ لیا گیا انہیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔ یوں عدیل کی ضد کے آگے ٹھیک دو دن بعد نکاح کی رسم رکھ دی گئی۔

"ارے اس گھر میں اتنا بڑا خوشگوار واقعہ رونما ہونے والا ہے اور ہمیں خبر ہی نہیں ہے۔" امبر نہایت حیرت بھری مسرت سے چلا کر بولی۔

"اس میں چلانے کی کیا بات ہے؟" ماہ رخ نے منہ بنا کر کہا۔

"تو گویا تم بہت خوش ہو۔" امبر نے شرارت سے کہا۔

"مجھے تو حیرت ہے انہیں بیٹھے بٹھائے نکاح کی کیا سوجھی ہے۔" ماہ رخ کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی کل وہ اس سے جانے کیا کہنا چاہ رہا تھا اور آج یہ خبر سننے کو ملی تھی۔

"پتا نہیں یہ سب کیا ہو رہا ہے اس قدر جلدی کیوں ہے انہیں۔" وہ سوچ رہی تھی اور کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ سرخ بھاری شرارہ سوٹ میں وہ امبر کے ہمراہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر آ رہی تھی۔ عدیل نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو مبہوت سا رہ گیا وہ نادان اور معصوم سی لڑکی اس روپ میں کیسا غضب ڈھا رہی تھی۔ دوسرے ہی لمحے اس نے نظریں ہٹا لیں۔ امبر نے صوفے پر اسے عدیل کے ساتھ بٹھا دیا چونکہ نکاح ہو چکا تھا اب اس کے بیٹھنے کی دیر تھی کہ عمران فوراً تصویریں کھینچنے لگا۔ مووی میکر نے بھی اپنا کیمرہ سنبھال لیا تھا۔ مووی بنانے کا اصرار عمران کی جانب سے ہوا تھا۔ بقول اس کے۔

"بھئی رسم نکاح کی مووی کا اپنا ہی لطف ہو گا ایسے یادگار لمحوں کو کیمرے کی آنکھ میں بند نہ کرنا زیادتی ہو گی۔" اس نے شریر سی نظروں سے عدیل کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے یار تمہاری فرمائش سر آنکھوں پر۔" عدیل نے بے ساختہ ہنستے ہوئے کہا تھا۔ لان میں سب مہمانوں کے لئے کھانے کا بڑا خوبصورت انتظام کیا گیا تھا۔ وہ سب کھانے کے لئے چلے گئے امبر ماہ رخ کو اٹھا کر کمرے میں لے آئی۔

"تھینکس گاڈ اس جھنجھٹ سے تو نجات ملی۔" بیڈ پر بیٹھ کر اس نے دوپٹہ سر سے سرکا دیا۔

"ماہ رخ تم آج اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ بس کیا بتاؤں۔" امبر نے شوخی سے کہا۔

"کتنی بار کہو گی۔" وہ بیزار ہو کر بولی۔

"جب تک تم چینج نہیں کر لیتیں اور میک اپ صاف نہیں کر لیتیں۔" وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"یعنی گویا تمہارا مطلب ہے بعد میں، میں بری لگوں گی۔" وہ اسے گھورنے لگی۔

"میں ایسا کہہ سکتی ہوں بھلا میری توبہ۔" وہ کانوں کو ہاتھ لگانے لگی۔ ماہ رخ کو ہنسی آ گئی۔

"او ہو یہاں خوب ریسٹ کیا جا رہا ہے۔" نبیلہ دروازہ کھول کر اندر آ گئی وہ امبر کے بڑے ماموں کی بیٹی تھی۔

"ریسٹ کرنے کا خیال تھا مگر اب ایسا مشکل نظر آ رہا ہے۔" ماہ رخ ٹھنڈی آہ بھر کر بولی۔

"بھئی تم ضرور ریسٹ کرو میں تو خدا حافظ کہنے آئی تھی۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"تم لوگ جا رہے ہو؟" امبر نے حیرانی سے کہا۔

"دلہن کے رخصت ہونے کے بعد مہمان بھی رخصت ہو جاتے ہیں۔" وہ ہنسی۔

"مگر میں تو رخصت نہیں ہوئی ہوں۔" ماہ رخ برا مان کر بولی۔

"او ہو تو اس بات کا غم ہے امبر پھوپھو نے غلطی کی انہیں چاہئے تھا ماہ رخ کی رخصتی آج کرا ہی دیتیں۔" وہ چھیڑنے لگی جبکہ وہ غصے سے اٹھ کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔

"یار بہت تم نے اسے بہت تنگ کر لیا ہے اب نہ کچھ کہنا۔" امبر نے مسکراتے ہوئے منع کیا۔

"تمہارا اس گھر سے رخصت ہونے کا کب ارادہ ہے؟" نبیلہ نے اب اسے گرفت میں لے لیا۔

"جب تم اس گھر سے رخصت ہو جاؤ گی۔" وہ برجستہ بولی۔

"گڈ ہے تو کیا تم اس انتظار میں ہو میں تو اسی کو ان کی ہونے والی بہو کے خیالات سے آگاہ کر رہی ہوں۔" وہ یکدم سنجیدہ ہو گئی۔

"نبیلہ میں تو محض مذاق کر رہی تھی۔" امبر پریشان ہو گئی۔

"تو میں کب سیریس ہوں۔" وہ کھلکھلا کر ہنستے ہوئے بولی تو امبر سکون کا سانس لے کر مسکرا دی۔

وہی روٹین تھی، وہی اس کی فراغت، امبر یونیورسٹی چلی جاتی، عمران کالج اور شاہان اسکول چلا جاتا۔ ملازمہ بھی صفائی کر کے چلی جاتی۔ امی لوگ تھکی امی کے ساتھ وہ کب تک گفتگو کرتی رہتی جلد ہی بور ہو کر اٹھ جاتی۔

اس شام وہ لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے جب عدیل کی گاڑی گیٹ سے اندر آئی تو بے ساختہ اس کا دل دھڑک اٹھا مگر بظاہر سنجیدہ سی چائے پینے میں مصروف رہی۔

"آج کہیں باہر جانے کو دل چاہتا ہے۔" امبر نے کہا۔

"تو چلی جاؤ باہر تمہیں کسی نے روکا تو نہیں ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"آئس کریم کھانے چلیں۔" عمران نے مشورہ دیا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔" امبر نے سر ہلایا۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا۔" اس نے فوراً انکار کر دیا۔

"تم ہمیشہ رنگ میں بھنگ ڈالا کرو۔" عمران نے منہ بنا کر کہا تو وہ ہنس پڑیں۔

"کیا ہو رہا ہے۔" عدیل ان کے پاس آ رکا۔

"کچھ بھی نہیں بھائی یونہی بیٹھے ہیں۔" امبر نے جلدی سے کہا۔

"ماہ رخ میرے لئے چائے لے کر آؤ۔" وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولا اور اندر چلا گیا اس کی تو گویا جان ہی نکل گئی تھی۔

"امبر تم چائے دے آؤ۔" اس نے ملتجی نظروں سے اسے دیکھا۔

"ایسے ہی بھائی نے تمہیں کہا تم جاؤ۔" اس نے فوراً انکار کر دیا۔ ڈور بیل کی آواز پر عمران اٹھ کر چلا گیا۔

"تمہارے میاں نے تمہیں حکم دیا ہے اب تم پر فرض ہے ان کا کہا مانو۔" امبر نے مسکرا کر چھیڑا تو وہ مجبوراً چائے لے کر اس کے کمرے تک آ گئی۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا اس لئے وہ اندر آ گئی وہ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس نے ٹیبل پر کپ رکھا اور جانے کے لئے مڑ گئی۔

"ٹھہرو۔" اس کی آواز پر وہ یک لخت رک گئی۔

"جی کیا بات ہے۔" کچھ دیر خاموشی رہی تو اس نے مڑ کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیسی ہو تم؟" کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔

"جی ٹھیک ہوں۔" وہ الجھن آمیز نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"روزانہ ہی تو دیکھتے ہیں پھر بھلا یہ سوال کرنے کی کیا بات ہے؟" اس نے سوچا۔ اس کی خاموشی پر اس نے پھر جانے کے لئے قدم اٹھایا۔

"میں نے تمہیں جانے کو نہیں کہا۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"آخر آپ نے کہنا کیا ہے؟" وہ جھنجلا کر بولی۔

"میں نے جب کہنا تھا کچھ تب کہہ نہیں سکا اب مجھے کچھ نہیں کہنا۔" وہ بڑے اطمینان سے چائے کے گھونٹ بھر رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں کپ خالی بھی کر دیا۔ مگر یونہی خاموش بیٹھا رہا۔

"جب آپ نے کچھ نہیں کہنا تو مجھے جانے دیں۔" اس کا رویہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

"کیا ضروری ہے کہ جب ہم نے کسی سے کچھ کہنا ہو تو تب ہی دوسرے کے پاس آئیں۔" وہ اٹھ کر اس کے مقابل آ گیا۔ ماہ رخ نے اس کو دیکھا۔ وہ انتہائی سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے بے اختیار گھبراہٹ سی ہونے لگی باہر جانے

ایف اے ایف ایس سی
کے
امتحانوں میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے لیے
اپنے جانے پہچانے اور آزمودہ
درسی
ماڈل ٹیسٹ
پیپرز
کا مطالعہ کیجئے
اپنے شہر کے کتب فروش سے طلب کریں
یا
براہ راست ہمیں لکھیں
درسی کتب خانہ چوک اردو بازار
ٹیلیفون نمبر

کے لیے پھر قدم اٹھائے مگر عدیل نے سختی سے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"میں نے تمہیں ابھی باہر جانے کے لیے نہیں کہا ہے۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔

"آخر آپ نے مجھے یہاں کیوں روک رکھا ہے۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

عدیل نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا اس خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ ماہ رخ کو اس کے یوں دیکھنے سے سخت شرم آ رہی تھی اس نے اپنی نظریں جھکا لی تھیں۔ عدیل کرسی پر دوبارہ بیٹھ گیا۔ سامنے پڑا میگزین اٹھا کر اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔

"کیا میں اب جاؤں؟" اس نے بڑی ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ لہجے میں بھی التجا سی تھی۔

"نہیں۔" اس نے صاف انکار کر دیا۔ اس کا انکار سن کر اس کا دل چاہا وہ اپنا سر پیٹ ڈالے۔

"ماہ رخ میرا تم سے کیا رشتہ ہے؟" عدیل نے میگزین سے نگاہیں ہٹائے بغیر اس سے پوچھا۔

"جی کیا مطلب؟" وہ اس کے سوال پر حیران رہ گئی۔

"تم اتنی سی بات کا بھی مطلب نہیں سمجھتیں۔" وہ طنزیہ ہنسا جبکہ وہ خاموش رہی۔

"اچھا یہ بتاؤ تمہارا مجھ سے کیا رشتہ ہے؟" وہ دوبارہ سوال کر کے خاموش ہوا تو وہ الجھ سی گئی۔ بھلا یہ مجھ سے ایسے سوال و جواب کیوں کر رہے ہیں؟

"میں نے کچھ پوچھا ہے ماہ رخ۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"پتا نہیں۔" اس نے بیزاری سے کہا۔

"چلو یہ بتاؤ ہمارے درمیان کیا رشتہ ہے۔" اب اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور سوال کا انداز بدل کر پوچھا۔

"مجھے نہیں پتا۔" وہ دوبارہ بیزار سے لہجے میں بولی۔

"پتا نہیں یا بتانا نہیں چاہتیں؟" وہ بڑی سنجیدگی سے بولا۔

"آپ نے کیا مجھے اس سوال و جواب کے لیے یہاں روک رکھا ہے؟" اب وہ قدرے بھیگے لہجے میں بولی۔

"نہیں اس لیے تو نہیں۔" وہ [illegible]

"میں جا رہی ہوں۔" وہ غصے سے مڑی۔

"اگر تم باہر گئیں تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔" اس نے غصے سے [illegible] اور وہ اپنی جگہ پر رک کر اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کیا چاہتے ہیں میں ساری رات یہاں کھڑی رہوں۔" اس نے بے بسی سے پوچھا۔

"کیا حرج ہے؟" وہ لاپرواہی سے بولا۔ وہ حیرت سے اپنی جگہ جم کر رہ گئی۔ اسے [illegible] عزت کا خیال تھا نہ ہی اس کا خیال [illegible] پہلے بھی اس کی ہر بات مان لیتی تھی اور اب اب تو رشتہ ہی دوسرا تھا۔ وہ کیا کرتی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے رونا شروع کر دیا۔ اسے عدیل کے رویے سے جو دکھ پہنچا تھا اس کا۔۔۔ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ عدیل نے اسے روتے دیکھا مگر بے حس بیٹھا رہا۔ وہ اپنے ہاتھوں میں چہرہ ڈھانپے ہلکی ہلکی سسکیاں بھر رہی تھی۔ ایک آنسو ہی تو تھے جن پر اس کا بس چلتا تھا۔ دروازے پر آہٹ ہوئی اور تائی جان اندر آ گئیں۔ عدیل انہیں دیکھ کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جبکہ وہ یوں [illegible]

"ماہ رخ بیٹا۔ ارے بیٹھو [illegible]

اور کمرے کے اندر [illegible] کھڑے اور روتے دیکھ کر [illegible] رہ گئی تھیں۔

"ماہ رخ کیا ہوا ہے؟" تائی جان نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر پوچھا۔

"ان سے پوچھیں۔" اس نے خاموش کھڑے عدیل کی جانب اشارہ کیا جبکہ وہ بوکھلا کر رہ گیا۔

"تم نے اسے کیا کہا ہے؟" تائی جان نے سخت نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں کہا میں نے۔" وہ منہ بنا کر بولا۔

"پھر یہ رو کیوں رہی ہے؟" انہوں نے حیرانی سے کہا۔

"مجھے نہیں پتا۔" اس نے شانے اچکائے۔

"تائی امی یہ جھوٹ بول رہے ہیں یہ مجھے کمرے سے باہر نہیں جانے دے رہے تھے۔" اس نے شکایت کرتے ہوئے کہا اور دوپٹے سے بھیگا ہوا چہرہ صاف کرنے لگی۔

"کیوں عدیل یہ سچ ہے؟" انہوں نے کڑی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"امی میں نے چائے منگوائی تھی اور پھر اسے تھوڑی دیر کے لئے روک لیا تھا۔" اس نے نظریں چرا کر کہا۔

"ماہ رخ تم واش روم سے منہ ہاتھ دھو کر اور چہرہ صاف کر کے آؤ۔" تائی جان نے اسے کہا تو وہ اس کے واش روم میں چلی گئی۔

"مجھے افسوس ہے عدیل بیٹے کہ تم نے ایسی حرکت کی ہے۔" تائی امی نے اس کی طرف ملال بھری نظروں سے دیکھا۔

"امی آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے بس اسے تھوڑی دیر کے لئے کھڑا ہی کیا تھا۔" وہ سخت شرمندگی سے بولا۔

"تو کیا یہ اچھی بات تھی؟" انہوں نے غصے سے کہا۔ ماہ رخ آگئی تو وہ اسے لے کر کمرے سے باہر آگئیں۔

"ماہ رخ تم اپنے کمرے میں جاؤ کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔" انہوں نے رک کر کہا تو وہ سر ہلا کر اپنے کمرے میں آگئی اور اس صورت حال پر دوبارہ سے غور کرنے لگی۔ عدیل کا رویہ اس کے لئے انتہائی حیران کن تھا۔

"آخر وہ کیوں اسے وہاں کھڑے رکھنا چاہتا تھا آخر اس کا کیا مقصد تھا؟" وہ حیرانی سے سوچ رہی تھی مگر اس سوال کا جواب کہاں سے ملتا اس نے سر جھٹک دیا۔

اگلے دن جو خبر اس نے سنی تھی انتہائی حیران کن تھی۔

"پھر یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟" اسے اپنی سماعتوں پر دھوکا سا محسوس ہوا تو دوبارہ اس سے پوچھ لیا۔

"دوبارہ سننا چاہتی ہیں محترمہ تو سنئے ایک ہفتے بعد آپ کی رخصتی کی تاریخ رکھ دی گئی ہے۔"

"مگر کیوں؟" وہ الجھ کر بولی۔

"کیوں سے کیا مراد ہے۔" امبر نے غور سے اسے دیکھا۔

"مگر ایسا تو تب ہوتا نا جب تمہاری شادی کی تاریخ طے ہوتی۔"

"ارے اپنے ایسے نصیب کہاں۔" وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بولی۔

"امبر آخر ایسا کیا ہو رہا ہے؟" وہ الجھن میں پڑ گئی تھی۔

"یہ تو مجھے نہیں معلوم لیکن جو بھی ہو رہا ہے اچھا ہی ہو رہا ہے۔" وہ مسکرانے لگی۔ وہ اٹھ کر امی کے پاس آگئی۔ وہ بیڈ پر چند جوڑے پھیلائے بیٹھی رابعہ سے پیکنگ کروا رہی تھیں۔

"امی یہ کیا ہو رہا ہے؟" وہ امی کے پاس بیٹھ کر ہلکی سی آواز میں بولی۔

"بھئی کیا؟" امی نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"امی یہ سب اتنی جلدی کیوں ہو رہا ہے؟" وہ حیرانی سے بولی۔

"بیٹا تمہاری تائی امی کو ہی جلدی ہے۔" امی نے مسکرا کر کہا۔

"جی تائی امی کو؟" وہ ہونق سی ہو کر ان کی صورت دیکھنے لگی۔

"تم رات کو دودھ پی کر سوئی تھیں؟" امی نے یکدم اس سے پوچھا۔

"نہیں آپ جانتی تو ہیں۔"

"اپنا رنگ دیکھو کیسا پیلا پڑا ہوا ہے دودھ پی کر سویا کرو۔" امی نے ڈانٹا۔

"ٹھیک ہے۔" وہ وہاں سے بھی اٹھ گئی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا تھا کل تک ایسی کسی بات کا امکان بھی نہیں تھا لیکن آج۔ اور پھر جب اس کی رخصتی کا دن نہیں آگیا اس نے عدیل کی صورت تک نہیں دیکھی تھی جانے وہ کہاں رہتا تھا کہ گھر پر اسے نظر ہی

نہیں آ رہا تھا۔ عمران اور امبر مستقل اسے چھیڑے جا رہے تھے۔

"بھئی ایسی شادی نہ پہلے دیکھی نہ سنی۔ پہلے منگنی ہوئی پھر کچھ ہی دنوں نکاح پھر فوراً رخصتی بھی۔" امبر اس کی جانب جھک کر شرارت سے بولی تھی۔ ماہ رخ نے بس گھور کر دیکھا جواب نہیں دیا۔ اس کی سمجھ میں تو پہلے ہی بات نہیں آ رہی تھی۔ خوبصورت اور بھاری لہنگے میں اسے اپنا آپ سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھا ہوا عدیل تھا مگر انتہائی سنجیدہ تھا۔ ماہ رخ کو احساس ہو رہا تھا کہ وہ بہت خاموش سا ہے۔ اسے پتا ہی نہیں چلا کہ کب رسمیں ختم ہوئیں اور کب امبر نے اسے کمرے میں لا بٹھایا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تو وہ گھبرا سی گئی۔ دوپٹہ مزید آگے سرک آیا۔ کچھ دیر بعد عدیل اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ اس کا دوپٹہ پیچھے سرکا کر وہ کئی لمحے اسے تکتا رہا پھر گہری سانس بھر کر بیڈ کی سائیڈ دراز سے انگوٹھی نکالی اور اس کے بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنا دی۔

"اس دن کے لیے میں تم سے معذرت چاہتا ہوں۔" یہ پہلی بات تھی جو اس نے کی تھی ماہ رخ جو شرم سے نظریں جھکائے بیٹھی تھی اس کی بات پر فوراً سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم چینج کر لو، تھک گئی ہو گی۔" وہ اٹھ گیا جبکہ وہ یونہی ساکت سی بیٹھی رہی۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ اس سے شدید ناراض ہے شاید اس لیے کہ اس نے تائی جان سے اس کی شکایت لگائی تھی اور یقیناً یہی وجہ ہوئی جو تائی جان نے فوراً اس کی رخصتی کرا دی تھی۔

"لیکن وہ عدیل کی ناراضگی برداشت نہیں کر پائے گی مجھے یقیناً ان سے بات کرنی چاہیے۔" اس نے سوچا۔ [illegible] دیکھا وہ ڈریسنگ روم میں جا چکا تھا [illegible] بعد وہ باہر آیا اور اسے یونہی بیٹھے دیکھ کر حیران ہوا۔

"میں نے [illegible] کچھ کہا تھا۔" وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولا اور یونہی ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑے ہو کر بالوں میں برش کرنے لگا۔

"کیا ضروری ہے آپ کی ہر بات مانی جائے۔" اس نے بڑے احتجاج کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا تم نے؟" وہ تیزی سے اس کی طرف مڑ کر بولا اس کی بات نے خاصا حیران کیا تھا۔

"آپ مجھ سے ناراض ہیں؟" بالآخر اس نے دھڑکتے دل سے پوچھ لیا۔

"تمہیں احساس ہے؟" وہ دوبارہ اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور بے حد ناراضگی سے بولا۔

"میں آپ کی طرح بے حس نہیں ہوں۔" اس نے ناک چڑھا کر کہا۔ سر ہلانے سے کانوں میں پڑے آویزے بے ساختہ بول اٹھے تھے۔

"کیا مطلب ہے تمہارا میں بے حس ہوں؟" اس نے غصے سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کیا یہ بے حسی نہیں تھی کہ مجھے روتے دیکھ کر بھی آپ نے روکے رکھا تھا۔" اس نے یاد دلایا۔

"اوہ۔" وہ طویل سانس لے کر مسکرا دیا۔

"آخر آپ مجھے کیوں اس دن کھڑے رکھنے پر تلے ہوئے تھے اب تو میں آپ کے پاس پڑھتی بھی نہیں تھی کہ یہ سمجھتی آپ مجھے کسی غلطی پر سزا دے رہے ہیں۔" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"بس میرا دل چاہ رہا تھا کہ تمہیں کھڑا رکھوں۔" اس کی بات پر وہ بے ساختہ ہنس پڑا۔ وہ خاموشی اور سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"جس دن میں تمہیں روک کر کچھ کہنا چاہتا تھا تم نے میری بات نہیں سنی تھی اور مسلسل باہر جانے کی رٹ لگائے رکھی تھی بس مجھے تمہاری اس حرکت پر غصہ آ گیا تھا اس وقت تم نے میرے اعتبار کو کیسے ریزہ ریزہ کر دیا تھا کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں تھا۔ تم اتنے دن مجھ سے پڑھتی رہی تھیں لیکن کیا میں نے کبھی کوئی ایسی بات کہی تھی یا کوئی ایسی حرکت کی تھی جو تمہیں ناگوار لگتی۔ بولو کیا کبھی کوئی ایسی بات ہوئی تھی؟" اس نے بڑی سختی سے پوچھا تھا۔

"نہیں۔" اس نے سر جھکا کر نفی میں سر ہلایا۔
"پھر تم نے اسے دن میری بات کیوں نہیں سنی تھی۔ کیوں میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی تھی؟ کیوں مجھے ہرٹ کیا تھا؟" وہ بڑے غصے سے پوچھ رہا تھا۔

"وہ..... بس مجھے اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ یوں اکیلے بات ..... میرا مطلب ہے کہ۔" اسے کہتے ہوئے انتہائی شرم آ رہی تھی اسی لئے بات مکمل نہ کر پائی جبکہ عدیل اس کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ زیر لب مسکرا دیا۔

"بس اسی غصے کے اظہار کے طور پر میں تمہیں اس دن اپنے کمرے میں کھڑے رکھنا چاہتا تھا کیونکہ مجھے تم پر بے تحاشا غصہ تھا۔ اگر امی نہ آتیں تو تم بہت دیر تک وہاں کھڑی رہتیں مگر یہاں تم نے رو کر میری پوزیشن کتنی خراب کر دی تھی۔ تم جانتی ہو امی مجھ سے کس قدر ناراض ہوئی تھیں انہیں تمہارا رونا ایسا بھایا کہ فوراً تمہاری رخصتی کا انتظام کر دیا۔ مجھے تمہارے رونے پر جتنا غصہ آیا تھا وہ تمہاری رخصتی ہونے پر ختم ہو چکا ہے۔" وہ غصے سے کہتا کہتا یکدم نرم اور دھیمے سے لہجے میں بولا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں جذبوں کی ان گنت قندیلیں جل رہی تھیں اس کا ہاتھ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔ ماہ رخ نے بے اختیار ہاتھ کھینچنا چاہا مگر اس نے گرفت سخت کر دی۔ عدیل اس کا شرم سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ پھر یکدم سنجیدہ ہو گیا۔

"ماہ رخ میرے دل میں تمہاری کتنی محبت، کتنی چاہت، کتنی عزت ہے تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتیں۔" اس کے بھاری و سنجیدہ سے لہجے پر ماہ رخ نے بڑی حیرانی سے اسے دیکھا۔

"میں جانتا ہوں ماہ رخ تم سب مجھے بہت غصیلا سمجھتے ہو مگر حقیقتاً" ایسا نہیں ہے، ماہ رخ تم ہمیشہ سے میرے دل میں رہی ہو، میری دھڑکنوں نے ہمیشہ تمہارا نام لیا ہے۔ میری آنکھوں نے ہمیشہ تمہارا ہی خواب دیکھا ہے۔ ماہ رخ میں نے ہمیشہ تمہاری رفاقت کی تمنا کی تھی اور یہ سچ ہے بالکل سچ۔"

۱۱۲ پونڈ

ایک عورت نے ڈاکٹر سے کہا: "میرے شوہر کا سلوک میرے ساتھ اتنا برا ہے کہ پریشانیوں کی وجہ سے میرا وزن برابر کم ہوتا جا رہا ہے۔ میں ان سے الگ ہونے والی ہوں لیکن ابھی میرا وزن ۱۱۲ پونڈ کم کرنا ہے میں ان سے الگ ہو جاؤں گی۔"

کتنی ناقابل یقین، کیسی انوکھی اور کیسی جاندار سی بات تھی یہ کہ وہ اسے ہمیشہ سے چاہتا رہا ہے اس کا خواب دیکھتا رہا ہے اس کے ساتھ کی تمنا کرتا رہا ہے۔ ماہ رخ کے دل میں اطمینان اور سکون کی لہریں ہلکورے لینے لگیں، وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی بظاہر اتنا سخت مزاج نظر آنے والا اندر سے کتنا محبت کرنے والا ہو گا۔ عدیل نے اس کے خوشی سے چمکتے چہرے پر نظر ڈالی تو بے اختیار مسکرا دیا اور اس کا دل شرارت پر مچل گیا۔

"اب بتاؤ میرا تم سے کیا رشتہ ہے؟" بڑی شریر سی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ چونک پڑی اس کا سوال سن کر وہ [illegible] سانس بھر کر رہ گئی۔

"بولو ناں؟" اس نے اصرار کیا وہ خاموش رہی۔

"چلو یہ بتاؤ تمہارا مجھ سے کیا رشتہ ہے؟" وہ شرارت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ [illegible] یہ سوال وہی ہے بس لفظوں کا [illegible] پھیر [illegible]۔

"اچھا یہ تو بتا سکتی ہو [illegible] رشتہ ہے۔" وہ ابھی بھی شرارت سے باز [illegible] آتا تھا۔

"کیا آپ کو نہیں معلوم؟" نظریں جھکا کر شرمیلے سے لہجے میں بولی۔

"مجھے تو اس دن بھی معلوم تھا مگر تم اس کا احساس ہی نہیں کر پا رہی تھیں میں تو تمہارے لبوں سے سننا چاہتا تھا اور سننا چاہتا ہوں۔ اب تو تم بتاؤ گی نا؟" وہ بڑی شوخ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا

پہلو بدل کر رہ گئی جانے
... سے ... سے ... اصرار کیوں کر رہا تھا۔
... کی ... "وہ وار فتگی ... سے اسے دیکھتے
ہوئے بولا۔ وہ ... خاموش بیٹھی تھی۔
"اچھا ... کے ... کے لئے تم نے
جتنی سمریاں یاد کی تھیں بھول گئیں ہو کیا؟"
"جی نہیں مجھے سب کچھ یاد ہے آپ مجھ سے
جیسا چاہیں سوال پوچھ لیں میں اب اتنی بھی کند
ذہن نہیں ہوں۔" وہ انتہائی جوش سے بولی۔
"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔" عدیل اس کے
انداز پر سرہلا کر بولا۔
"اچھا تم اتنی بھی کند ذہن نہیں ہو تو یہ بتاؤ
ہمارے درمیان کیا رشتہ ہے؟" وہ پھر اسی سوال پر
پلٹ آیا۔ وہ اس کی چالاکی پر جھلا کر رہ گئی۔ جز بز
پہلو بدلنے لگی۔
"بولو ورنہ ———" عدیل نے دھمکی آمیز
نظروں سے اسے دیکھا اس کا دل مسلسل شرارت
پر مائل تھا۔
"ورنہ کیا؟" ماہ رخ نے گھبرا کر اس کی
صورت دیکھی۔ اس کی سنجیدگی نے اسے خوفزدہ
کر دیا۔
"بولو ناں۔" وہ شرارت سے اس پر جھک
آیا۔
"جی ... کل" وہ تیزی سے پیچھے
ہٹ کر بولی تو وہ بے ... قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔
"اب ... آئی ہو نا ... " وہ شوخ و شریر سی
نظروں سے اسے ... کر بولا۔
"... ہاتھوں پر میرے نام کی بھی مہندی
لگی ... لگتی ... صورت لگ رہی ہے اور اس
کی مہک۔" ... کے ہاتھوں کو تھام کر ہتھیلیاں
کھول کر بولا۔
"اور اس کی مہک میرے دل میں اتر رہی
ہے۔" وہ ایک لمبی سانس کھینچ کر مسکراتے ہوئے
لہجے میں بولا۔ ماہ رخ کی گھنی پلکیں لرز سی گئیں

عدیل نے ایکدم اسے بانہوں کی گرفت میں لے
لیا۔
"ماہ رخ تم خوش ہو نا؟" وہ اس کے کان میں
سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔
"پتا نہیں۔" وہ شرم سے اس کے سینے میں
منہ چھپا کر بولی۔
"ادھر دیکھو میری طرف۔" اس نے اسے
پیچھے ہٹایا تو اس نے فوراً ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا
لیا۔
"کیا پھر رونے کا پروگرام ہے؟" وہ اسے
چھیڑنے لگا۔ وہ خاموش رہی۔
"پتا ہے جب تم اس دن روئی تھیں نا تو میرا
دل بہت چاہا تھا کہ تمہاری بھیگی بھیگی پلکیں چوم
لوں۔" اس کے ہاتھ پیچھے ہٹا کر عملاً ایسا کرتے
ہوئے کہا تو ماہ رخ کے رخسار گلنار سے ہو گئے۔
"ماہ رخ تم مجھ سے ناراض تو نہیں ہو نا؟"
اسے اس قدر خاموش دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھ
بیٹھا۔
"نہیں تو میں آپ سے ناراض تو نہیں ہوں۔"
وہ یکدم پریشان سی ہو اٹھی۔ بے اختیار اسے
دیکھا۔
"سچ؟" وہ شوخ اور متبسم نگاہوں سے اسے
دیکھنے لگا۔ ماہ رخ نے اسے ناراضگی سے دیکھا۔
"ماہ رخ یہ چہرہ ناراض نہیں بلکہ ہنستا ہوا
اچھا لگتا ہے۔ اور میں چاہوں گا تم ہمیشہ یونہی
مسکراتی رہو۔ میری خواہش ہے کہ میں تمہارا
دامن خوشیوں اور مسکراہٹوں کے پھولوں سے بھر
دوں اور انشاء اللہ ایسا ضرور ہو گا۔" اس نے اسے
اپنے قریب کرتے ہوئے بڑے گھمبیر سے لہجے میں
کہا تو ماہ رخ نے آسودہ سی سانس لیتے ہوئے اس
کے شانے سے سر ٹکا دیا۔ اب واقعی زندگی کی
خوشیاں کشید کرنے اور مسراہٹوں کے پھول چننے کا
موسم آگیا تھا۔